ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۶۵ قیمت پندرہ روپے مئی جون ۲۰۰۱ء

محمدؐ عربی کابروی ہر دو سرای است
کسی که خاکِ درش نیست خاک بر سرِ اوست



خانقاہِ معلی حضرت شاہ ہمدانؒ سری نگر کشمیر (بشکریہ سید محمد شاہ الموسوی)

گلستان تصوف

احسان علی دانش

پھر گلستان تصوف میں بہار آنے کو ہے — اس چمن کے باسیوں کو پھر قرار آنے کو ہے
طائر صحرا بھی یاں بے اختیار آنے کو ہے — غول در غول اور قطار اندر قطار آنے کو ہے
بلبلو اور عندلیبو آؤ کہ چہکیں سبھی
یا گل و گلزار ہم مل کر ذرا مہکیں سبھی

اب جو ہے ماحول نورانی کبھی ایسا نہ تھا — بتکدے میں دل تھے سب ان کا کوئی قبلہ نہ تھا
کوئی قربانی نہیں تھی اور کوئی روزہ نہ تھا — بس برائی تھی زمانے میں کوئی اچھا نہ تھا
اس طرح کل بھٹک رہے ہیں بندگی سے دور وہ
بت گری اور بت پرستی میں رہے مشہور وہ

دفعتاً اٹھی عجم کی سمت سے کالی گھٹا — فیض بلتستان اور کشمیر کو جس کا ملا
دشت پھر گلشن بنے ابر کرم سے جا بجا — نور حق نے دل کی دنیا میں اجالا کر دیا
جھولیاں پھیلائے آتے ہیں سوالی ، نوربخش
اس انوکھے باغ کے ہیں آپ مالی نوربخش

کون ہے وہ نور والا ؟ کس کی ہے یہ داستاں ؟ — حکم سے جس کے منور ہو گیا ہے آسماں
کس کے دم سے دہر میں گونجی ہے آواز اذاں ؟ — روح کس مرشد کی باقی ہے ہمارے درمیاں ؟
کیا مری ہستی کہ وصف مرشد کامل کروں
بے سفینہ کیا میں عبور بحر بے ساحل کروں ؟

نور بخشا سب کو اور دنیا میں پھیلی روشنی — روح اور ایمان و الفت میں پھر آئی تازگی
چھوڑ کر اصنام سجدے میں گرا ہر آدمی — ان کی قسمت دیکھئے ، کیسی ملی دنیا نئی
راہ حق پہ گامزن پل بھر میں تھے سب گم کردہ راہ
لطف سے ڈالی جو اس مرد خدا نے اک نگاہ

ان کی شہرت کل بھی تھی اور ان کا چرچا آج بھی — واسطے تشنہ لبوں کے ہیں وہ دریا آج بھی
ساقی عرفان . کل تو نے پلایا آج بھی — تو سراپا نور تھا کل بھی ، اجالا آج بھی
زندگی کے جو سلیقے ہیں، تمہارے دم سے ہیں
بندگی کے جو طریقے ہیں تمہارے دم سے ہیں

قبلہ دل کا ہے وہی آنکھوں کا تارا نوربخش — ٹھوکریں کھا کھا کے گرتوں کا سہارا نوربخش
ہم سبھی بے چارگاں کا آپ چارہ نوربخش — مٹ گئے جتنے تھے غم "احساں" تمہارا نوربخش
مثل پروانہ ہیں ہم شمع ہدایت آپ ہیں
آپ سب کا عشق ہیں ، سب کی محبت آپ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۶۵ قیمت پندرہ روپے مئی جون ۲۰۰۱ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر: علامہ محمد بشیر، آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سکریٹریٹ برانچ اسلام آباد

نوائے صوفیہ میں شائع ہونے والے مضامین، خطوط، خبروں اور شرعی سوالات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹر گرافک پرنٹر آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ ۳۵۱۔اے۔ ٹی سکس ون ون سے شائع کیا۔

الکتاب (گزشتہ سے پیوستہ)

قرآنِ مجید

مولوی عبدالحمید ایم۔اے

هوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استوىٰ الى السماء فسوّٰهن سبع سمٰوٰت و هو بکل شیء علیم (البقرہ ۲۹)

الفاظ و معانی:

خلق لکم: اس نے پیدا کیا

استوىٰ: قصد کیا متوجہ ہوا

مافی الارض: جو کچھ زمین میں ہے۔

السماء: بلندی

سبع سمٰوٰت: سات آسمان

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لیے پیدا کیے۔ پھر وہ کائنات کے بالائی حصوں کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں درست کر کے سات آسمانی طبقات بنا دیے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

تشریح:

کائنات کا مقصود انسان ہے:

هوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً آیت کریمہ کے اس حصے میں اللہ رب العزت نے انسان کی عظمت اور مقام کو بیان فرمایا ہے۔ زمین اور اس کے شکم میں بے پایاں اور بیش قیمت خزانے، اس کے سینے پر لہلہاتے کھیت، رسیلے پھلوں سے لدے باغات، اونچے پہاڑ، گہرے دریا، رنگ رنگ کے پرندے اور چوپائے غرض ہر چیز انسان کی خدمت گزاری کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

اس آیت کریمہ میں انسان کے لیے کائنات کی تسخیر کا واضح طور پر مفہوم ملتا ہے جس کی وضاحت دوسری آیت میں اس طرح کی گئی ہے۔

وسخرلکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض جمیعاً منه (الجاثیہ: ۱۳)

"اور اس نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین ہیں سب کو تمہارے تابع کر دیا۔"

دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا ہے۔

و سخر لکم الشمس والقمر دائبین (ابراہیم: ۱)

"اور اس نے سورج اور چاند بھی تمہارے لیے مسخر کر دیے ہیں جو ایک خاص ڈگر پر چل رہے ہیں۔"

اس کے علاوہ سورہ النحل: ۱۲، سورہ ابراہیم ۱۳، سورہ النحل ۱۴، سورہ الحج ۶۵ اور دیگر بہت سی آیتوں میں اجرام فلکی، موجودات ارضی اور جملہ مظاہر فطرت کے نام گن گن کر انہیں انسان کے تابع کیے جانے کا مضمون بیان فرمایا ہے۔

(جاری ہے)

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعتِ محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اما القنوت فیجوز قبل الرّکوع و بعدہ' فی کلّ رکعۃٍ ثانیۃٍ من الصّلوٰت الخمس والواجبۃ و اذا وقع قبل الرّکوع کان اولٰی لانّ المکث الطّویل یکرہ فی الاعتدال الذّی بعد الرّکوع و علٰی کلا التّقدیرین یجوز ان یقرأ بھذہ الصّیغۃ لآ الٰہ الاّ اللہ الحلیم الکریم لآ الٰہ الاّ اللہ العلّی العظیم لآ الٰہ الاّ ربّ السّمٰوٰت السّبع و ربّ الارضین السّبع و ما فیھنّ و ما فوقھنّ و ما تحتھنّ و ھو ربّ العرش العظیم ربّ اغفر وارحم و تجاوز عمّا تعلم انّک انت الاعزّ الاکرم او بھذہ الصّیغۃ اللّٰھم اھدنا فیمن ھدیت و عافنا فیمن عافیت و تولّنا فیمن تولّیت و بارک لنا فیمآ اعطیت و قنا ربّنا شرّ ما قضیت فانّک تقضی و لا یقضیٰ علیک فانہ' لا یذلّ من والیت و لا یعزّ من عادیت تبارکت ربّنا و تعالیت یا ذاالجلال والاکرام صلّ علی النّبیّ بمحمّدٍ وّ آلہ

ترجمہ:

پانچوں فرض نمازوں کی ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی قنوت پڑھنا جائز ہے۔ اگر رکوع سے پہلے قنوت وقوع پذیر ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ رکوع کے بعد والی حالتِ اعتدال میں زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے۔ دونوں صورتوں میں ان الفاظ میں قنوت پڑھنا روا ہے۔ لآ الٰہ الاّ اللہ الحلیم الکریم الخ "بردبار کرم والے اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ ساتوں آسمانوں کے مالک، ساتوں زمین، ان کے اندر کی چیزوں، ان کے اوپر کی چیزوں اور ان کے نیچے کی چیزوں کے مالک اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ میرے پروردگار تو مجھے بخش دے، مجھ پر ترس کھا، اور جو کچھ میری حالت کا تجھے علم ہے اس سے درگزر فرما۔ بے شک تو ہی نہایت معزز اور نہایت کرم والا ہے۔"

یا ان الفاظ میں قنوت پڑھے۔ اللّٰھم اھدنا فیمن ھدیت الخ "پروردگار! تو اپنے ہدایت یافتگان میں ہماری ہدایت فرما، اپنے دوستوں میں ہم کو دوست رکھ اور اپنی عطا کردہ چیزوں میں ہمارے لیے برکت نازل فرما۔ اے ہمارے پروردگار ہم اپنی تقدیر کے شر سے بچائے رکھ، کیونکہ تو ہی فیصلہ صادر فرماتا ہے اور تیری مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ مسلط نہیں کیا جا سکتا۔ تیرے دوست ذلیل و خوار نہیں ہو سکتے اور تیرے دشمن باعزت نہیں بن سکتے۔ اے ہمارے پروردگار تو بابرکت ہے اور بلند ہے۔ اے جلالت شان والے اور عزت والے۔ اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما۔"

وضاحت :

مندرجہ بالا عبارتوں میں حسب ذیل امور کی نشاندہی کی گئی ہے:

۱۔ قنوت کی نوعیت
۲۔ محل قنوت کا تعین
۳۔ بہترین محل
۴۔ بہترین الفاظ کا انتخاب

تفصیلِ وضاحت :

۱۔ "قنوت کی نوعیت" کا مطلب یہ ہے کہ قنوت ایک نہایت مستحسن مسنون عمل ہے جو ہر فرض کی ہر دوسری رکعت کے ساتھ مختص ہے۔ نوافل کی ادائیگی کے دوران بھی دوسری رکعت میں اگر نفل گزار فرد اپنی منشا کے مطابق مناسب دعاؤں پر مشتمل قنوت پڑھنا چاہے تو روا ہے۔ بعض نفل نمازوں کے لیے قنوت کے الفاظ کا انتخاب بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ نمازِ غفلہ کی دوسری رکعت میں " اللّٰھمّ انی اسألک بمفاتح الغیب التی لا یعلمھا الاّ انت الخ" کے الفاظ مذکور ہوئے ہیں جو دعوات صوفیہ میں ہیں۔ سنِ راتبہ میں سے صرف نمازِ وتر کی آخری رکعت میں قنوت مذکور ہوا ہے۔ گویا وتر کا قنوت دوسری رکعت میں نہیں بلکہ تیسری رکعت میں ہے جو نمازِ وتر کی آخری رکعت ہے۔

۲۔ "محلِ قنوت" کا مطلب یہ ہے کہ قنوت پڑھنے کے لیے نماز کے اندر دو محل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ا۔ قراءت سے فراغت پاتے ہی رکوع کرنے سے پہلے پڑھنا۔
ب۔ رکوع کے بعد حالتِ اعتدال میں سمعلہ کے بعد پڑھنا۔

دونوں صورتوں کو شرعاً جواز کا درجہ حاصل ہے۔

۳۔ "بہترین محل" کا مطلب یہ ہے کہ قنوت پڑھنے کے لیے رکوع کرنے سے پہلے کا محل سب سے زیادہ بہتر محل ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ رکوع کے بعد والی حالت اعتدال میں سمعلہ کے بعد اپنی مخصوص دعاؤں کے علاوہ قنوت کے اضافے سے وقفہ لمبا ہو جاتا ہے اور یہاں لمبا وقفہ کرنا مکروہ ہے لہٰذا کراہت سے بچنے کے لیے قنوت کا بہترین محل رکوع سے پہلے پڑھنا ہے۔ ہاں اگر کسی نمازی کو رکوع سے پہلے قنوت کا پڑھنا بھول جائے تو وہ یاد آنے پر رکوع کے بعد قنوت پڑھے۔

۴۔ "بہترین الفاظ کا انتخاب" کا مطلب یہ ہے کہ شریعتِ محمدیہ کی رو سے قنوت پڑھنے کے لیے چار صورتوں میں بہترین الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ یہاں پر ان میں سے دو صورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پہلی صورت یوں ہے۔

لآ الٰہ الاّ اللّٰہ الحلیم الکریم الخ

دوسری صورت یوں ہے۔

اللّٰھم اھدنا فیمن ھدیت الخ

(جاری ہے)

سیرت النبیؐ

تبلیغِ رسالتؐ کا حکیمانہ پہلو

مولانا شکور علی انور فاضل عربی، بی۔ اے بی ایڈ

آنحضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ تمام انبیاء کرام کی سیر سے ممتاز اور فائق نظر آتی ہے اور جو خصوصیات اور خوبیاں آپ کی نبوت اور رسالت میں پائی جاتی ہیں وہ کسی دوسرے نبی کی نبوت اور کسی دوسرے رسول کی رسالت میں نہیں پائی جاتیں۔ ان تمام فائق و ممتاز خصوصیات سے بھی فائق تر خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے جو دین پیش کیا وہ کائنات کے تمام مذاہب کی ایک اکائی کی صورت میں تھا۔ پھر سنت کریمہ سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ اس دین یعنی دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں جہاد بالقلم، جہاد بالسیف پر کس حد تک ترجیح کا حامل رہا ہے۔ حضورؐ کے مبلغ انسانیت ہونے کی گواہی خود قرآن حکیم نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ میں دی ہے۔

۱۔ "اے لوگو میں تم سب کے لیے خدا کا رسول ہوں۔"

(اعراف ۱۵۸)

۲۔ "ہم نے تجھے تمام اہلِ عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

(انبیاء ۱۰۷)

۳۔ "خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو روشن دلائل اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ سب ادیان پر فوقیت حاصل کرے۔"

(صف ۲۸)

۴۔ "ہم نے تجھے تمام انسانوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا رسول بنا کر بھیجا ہے۔"

(سبا ۲۸)

چنانچہ انہی آیات کی پیروی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر اقوامِ عالم اور ادیانِ عالم کے مختلف سرداروں اور بادشاہوں کے نام دینِ اسلام کے تبلیغی خطوط ارسال کیے۔ ان مراسلات سے ہمیں اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے ضمن میں بہت سی ہدایات اور رہنمائیاں حاصل ہوتی ہیں جنہیں ہم اپنی زندگی کے اعمال و اشغال میں شامل کر کے دین و دنیا میں کامران ہو سکتے ہیں۔

ان خطوط و مراسلات سے ہمیں جو ہدایت و رہنمائی حاصل ہوتی ہے وہ مندرجہ ذیل امکانی صورتوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ آنحضورؐ نے تبلیغ اسلام کے حق کو پہنچانے کے لیے کسی بھی قوم کے سربراہ اور سرکردہ یا شہنشاہ کو مخاطب کر کے مکتوب بھیجے، جن کی بدولت یونان، ایران اور وسط کی طرف سے اسلام کے اولین اثمار بڑے خوشگوار ماحول اور دلنشین انداز میں خزانۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

۲۔ دین کو پھیلانے کے سلسلے میں سفیروں اور ایلچیوں نیز تحقیقی وفود بھیجنے کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ کسی بھی علاقے یا ملک کے لوگوں سے روابط تبھی بڑھ سکتے ہیں کہ ان کے عوام اور سرکردگان سے باہمی دلچسپیوں پر گفتگو کرنے اور تعلقات میں اضافے کے عوامل جاری رکھے جائیں۔

۳۔ حق کے اظہار کے باب میں احساس کمتری کا رویہ اختیار کرنا ایک جرم ہے۔ جرأت اور ہمت نیز پامردی کا مظاہرہ ایک طرح

کی کامیابی کا زینہ ہے۔ حقیقت الامری کے مطابق کام جاری رکھنا ایک طرح کا حکم خداوندی ہے۔

۴۔ خدائے حکیم کے سامنے ظاہری اور نمائشی عہدے کوئی حیثیت نہیں رکھتے ان سے خوف وہراس کھانے کی بجائے حقیقی مالک اور حقیقی حاکم وبادشاہ کی رزاقیت پر مکمل یقین رکھنا چاہیے اور منصبی حیثیت کی بے قدری اس حد تک نہ ہو کہ اسے دین اسلام کی ضرورت بھی نہ سمجھے بلکہ جہاں حاکم کی حیثیت کو احترام وقدر کی نظر سے دیکھتے ہوئے اس سے مثبت کام لینا اور دین اسلام کی صحیح رہنمائی میں ان سے نصرت ومددگاری حاصل کرنا بہترین پیغمبری طریقہ ہے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ اسلام کی بابت ایسی ممتاز اور مؤثر کارروائی فرمائی جس کی نظیر دنیا کے کسی بھی سابق مذہب کی تاریخ یا کسی رہنما کی سوانح میں نہیں پائی جاتی۔

۶۔ آنحضورؐ نے جن بادشاہوں کے پاس سفراء کو روانہ کیا وہ دعوتِ اسلام کے خطوط لے کر ان کے ہاں چلے گئے۔ وہ ان بادشاہوں اور ان علاقوں کا ادب اور زبان جانتے تھے اور حسن و خوبی تبلیغی اظہار کا فریضہ سرانجام دے سکتے تھے۔ آج بھی اس راہ میں وہی بہتر کامیاب ہو سکتا ہے جو لسانیات کا ماہر اور عالمی زبانوں سے آشنا ہو اور جس قوم کو تبلیغ کرنی ہو اس کی زبان میں اظہار مافی الضمیر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

آنحضورؐ خود فصاحت وبلاغت میں عطائے ربی کا پیکر تھے۔ حسن بیان، نکتہ سنجی، شیریں زبانی اور سخن دلنواز میں آپ کا کوئی ثانی نہ گزرا ہے نہ گزرے گا۔ آپ مختصر بیان اور کلمات میں مدعائے کلام پہنچانے کا بے نظیر سلیقہ رکھتے تھے۔ آپ کی تبلیغ میں کلمات وجملے کم اور معانی ومطالب زیادہ ہوتے تھے۔ ہر سخن کا آغاز دلیل وشواہد سے کرتے تھے اور جامع ومانع انداز میں اختتام فرماتے تھے۔ آپ کی تقریر اتنی آسان، سادہ اور عام فہم ہوتی تھی کہ عرب کا بدو بھی آسانی سے اس کے مطالب سمجھ سکتا تھا اور آپؐ کے دستِ اقدس پر بیعت حق کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

خطباتِ نبوی کا ادبی پہلو:

سرورِ عالمؐ کے خطبے فن خطابت کا اعلیٰ نمونہ ہیں اور ہر داعیٔ حق کو چاہیے کہ ان کے خطابتی انداز اور اصولوں کو اپنائے اور اسلوبِ بیان، طرزِ تخاطب اور انداز اظہار مطالب کو اختیار کرے۔ علامہ محمد بن علوی المالکی لکھتے ہیں۔

"آپ کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ آپ کے مواعظ سامعین کے کانوں سے ٹکرائیں تو ان کا حرف جدا جدا آواز دے اور ہر لفظ علیٰحدہ علیٰحدہ سنائی دے۔ آپ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔ خطبہ اونچی جگہ پر سے دیتے تھے اسی لیے مسجدِ نبویؐ میں منبر رکھوالیا۔ آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ آپ کے ارشادات دل کی گہرائیوں تک پہنچیں اور اس مقصد کی خاطر آپ مانوس الفاظ، مربوط انداز اور واضح مطالب کو خوبصورت ترین اسالیب میں بیان فرماتے تھے۔

بعض اوقات دورانِ خطابت کسی جملے کو تین بار دہراتے تھے تاکہ اس کی اہمیت اجاگر ہو۔ آپ کو اس بات کا ڈر رہتا تھا کہ کہیں آپ کی گفتگو سننے والوں کے ذہنوں میں اترنے کی بجائے ان کے اوپر سے ہی نہ گزر جائے۔

آپ خطبوں میں سجع بندی کا التزام نہ کرتے تھے یہ کہ روانیٔ کلام میں خود بخود واقع ہو جاتی اور یہ اس لیے کہ سجع بندی اختیار کرنے سے کلام میں تکلف در آتا ہے اور وضاحت کا پہلو جاتا رہتا ہے۔" آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"خطباتِ رسولؐ اپنے اختصار کے باوجود حکمت ودانش

اور بہترین نصائح سے معمور ہوتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے جامع جملوں اور ایسے کلمات پر مبنی ہوتے تھے جو آپ کی زبان مبارک سے ادا ہوتے ہی ضرب المثل بن جاتے تھے۔

خطبہ دینے سے پہلے آپ لوگوں کے حال کو دیکھ کر اس کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔ آپ انہیں خیر کی طرف بلاتے جس سے انہوں نے دوری اختیار کی ہوئی تھی یا انہیں برائی سے ڈراتے تھے جس کے وہ قرین آچکے ہوئے تھے۔"

(انسانِ کامل ص ۱۱۰، ۱۱۲)

اسبابِ کامیابی :

قرآن کریم میں تبلیغِ رسالتؐ کے روشن اور حکیمانہ پہلوؤں پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔ صاحبِ رسالت مآبؐ انہی اصولوں کو اپنا کر اپنا حق ارسال اور حقِ تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے تھے چنانچہ قرآن مجید میں اس کی تصریح ان الفاظ میں ہوئی ہے۔

ادع الی سبیل ربّک بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلھم بالّتی ھی احسن ط (نحل ۱۶۳)

"اپنے پروردگار کی راہ کی طرف لوگوں کو دانشمندی اور عمدہ نصیحت کے ذریعہ بلاؤ اور ان سے مناظرہ کرتے ہوئے خوشگوار ماحول اختیار کرو۔"

اس آیت میں تبلیغ کے تین حکیمانہ انداز اپنانے کا حکم موجود ہے۔

۱۔ حکمت یا عقلمندی

۲۔ مواعظہ حسنہ یا اچھی نصیحت

۳۔ احسن مجادلہ یعنی احسن طریقے سے مناظرہ۔

چنانچہ تبلیغ وارسال کی تین بنیادی ضروریات یہ ہیں کہ پہلے دلیل وبرہان سے مدعا ثابت کیا جائے۔ پھر نرم اور خیر خواہانہ لہجے میں دل پذیر نصیحتی بات کی جائے۔ اور تیسرے نمبر پر اپنے دلائل اور شواہد کو خوش اسلوبی سے پیش کیا جائے تاکہ مخاطب کی دل آزاری نہ ہو۔ اس پہلو کا دوسرا نام رفق اور نرمی ہے۔

آسان انداز :

تبلیغ رسالت کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ آپؐ خدائی تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے تبلیغِ دین میں ہمیشہ آسان روش کو اپناتے۔ خود فرماتے ہیں :

بعثت الحیفة سمحة السھلة البیضاء

"مجھے یکسو، واضح، آسان اور روشن دین پر مبعوث کیا گیا ہے۔"

آپ جب کسی مبلغ کو کسی علاقے کی طرف روانہ فرماتے تھے تو دین میں آسانی پیدا کرنے، مشکل پیدا نہ کرنے اور لوگوں میں نفرت پھیلانے سے گریز کرنے کی ہدایت فرماتے تھے اور صبر و تحمل سے درگزر کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت معاذ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو یمن میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے متعین فرمایا تو رخصت کرتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی۔

یسر ولا تعسر و بشر ولا تنفر

"دین الٰہی کو آسان بنا کر پیش کرنا مشکل بنا کر پیش نہ کرنا اور لوگوں کو خوشخبری سنانا اور نفرت نہ پیدا کرنا۔"

(صحیح بخاری بعث معاذ الی الیمن)

حسبِ موقع تبلیغ :

تبلیغ دین موقع کی مناسبت دیکھ کر کرنی چاہیے اور وعظ تب کرے اور مسئلہ تب بیان کرے جب لوگوں کو اس کی ضرورت در پیش ہو اور بر ضا و رغبت سننے کی خواہش رکھتے ہوں۔ بے محل وعظ سے لوگوں کی ......

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

ادبِ تصوف (گزشتہ سے پیوستہ)

رسالۂ نوریہ

تصنیف : میر سید محمد نور بخشؒ

ترجمہ : غلام حسن نور بخش

تجلیاتِ ربانی :

جان لے اللہ تعالیٰ تجھے حقائق اشیاء کما حقہ' دکھائے (آمین) اگرچہ تجلیات لامتناہی ہیں لیکن کلی رو سے چار قسم کی ہیں :

۱) آثاری ۲) افعالی

۳) صفاتی ۴) ذاتی

تجلیاتِ آثاری :

تجلیات آثاری یہ ہیں کہ فلک الافلاک (عرش) کی چوٹی سے مرکزِ خاک تک بسائط و مرکبات اور علویات و سفلیات کی جسمانی صورتیں دکھائی دیں۔ ہر صورت میں تجلی حق کے وقت جان لے کہ یہ حضرت حق تعالیٰ ہے یا فنا پالے تو یہ تجلیات آثاری ہیں۔ تمام تجلیاتِ آثاری میں سے تجلی صوری یعنی انسان کی صورت میں مشاہدہ کرنا کامل ترین ہے۔

تجلیاتِ افعالی :

تجلیات افعالی یہ ہیں کہ صفاتِ فعل الٰہی میں سے کوئی صفت مثلاً خالقیت، رزاقیت یعنی صفات ربوبیت میں سے کوئی صفت متجلی ہو جائے۔ یہ صفات ان سات صفاتِ ذاتی کے سوا ہوں گے (جن کے ذکر نیچے آئے گا۔)

تجلیاتِ صفاتی :

صفاتی تجلیات یہ ہیں کہ صفات ذاتی یعنی حی، علیم، سمیع، بصیر، قدیر، مرید یا متکلم متجلی ہو جائے۔

تجلیاتِ ذاتی :

تجلیاتِ ذاتی یہ ہے کہ تجلی کے بعد فنا پائے۔

صاحبِ تجلی کے اوقات کے لحاظ سے تجلیات مختلف ہوتی ہیں۔ اگر حق تعالیٰ کو دیکھ لے تو یہ تجلی ہے۔ اگر مظہر حق بن جائے یعنی خود کو دیکھے تو کہ حضرتِ حق ہے تو یہ کمل واعلیٰ ہے۔

تمام مراحبِ تجلیاتِ آثاری، افعالی، صفاتی اور ذاتی میں حق تعالیٰ کو دیکھنا یا مظہر حق بن جانا جائز ہے۔ پس اگر تم حق تعالیٰ کو خود سے دُور سمجھتے ہو تو

و نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ق ۱۶)

"ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔" پڑھو۔

اور اگر اشیاء کو حق تعالیٰ سے دُور سمجھتے ہو تو

ھو الاول والأخر و الظاھر و الباطن (الحدید ۳)

"وہی اول، وہی آخر وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔" کو جان لو۔

به مرأت وجود جمله ذرّات

هویدا بین جمال حضرت ذات

"تمام ذرات کے وجود کے آئینے میں جمالِ حضرتِ ذات کو ہویدا دیکھو۔"

الا انه بکل شیئ محیط (فصلت ۵٤)

"خبردار، وہ ہر چیز پر محیط وحاوی ہے۔"

نوربخشیات (گزشتہ سے پیوستہ)

تعارفِ صوفیہ نوربخشیہ

مولانا شکور علی انور فاضل عربی

جہادِ اصغر کی وجوبی شرائط :

جہادِ اصغر کے عام طور پر واجب ہونے کے لیے ان شرائط کا ہونا بھی واجبی امر ہے یا کم از کم ایک مجاہد میں یہ صفات ہونی چاہییں :

۱۔ مسلمان ہو۔

۲۔ بالغ ہو۔

۳۔ عاقل ہو۔

۴۔ آزاد ہو۔

۵۔ مرد ہو۔

۶۔ انتہائی کمزور اور بوڑھا نہ ہو۔

۷۔ اپاہج نہ ہو۔

۸۔ اندھا نہ ہو۔

۹۔ شل شدہ اعضاء والا نہ ہو۔

۱۰۔ جہاد سے عاجز کر دینے والے کسی اور مرض کا شکار نہ ہو۔

جہاد میں چونکہ بھرپور صحت و تندرستی کے علاوہ کامل ایمان والا مسلمان اور پھر مرد ہونا اور آزاد اور عاقل ہونا ضروری ہے اس لیے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بیمار یا کافر یا غلام یا عورت پر یہ فریضہ عائد نہیں ہوتا تاہم ان کو اس راہ میں معاون و مددگار کے طور پر استعمال کیا جانا اور دیگر متعلقات سے واسطہ رکھنا قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

شرائطِ امام :

جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر دونوں کے لیے لازمی ہے کہ درج ذیل اوصاف کے حامل امام ہوں جیسا کہ شاہ سید محمد نوربخشؒ نے ان کی نشاندہی فرمائی ہے :

۱۔ مرد ہو۔

۲۔ آزاد ہو۔

۳۔ بالغ ہو۔

۴۔ عقلمند ہو۔

۵۔ مسلمان ہو۔

۶۔ صاحبِ عدل ہو۔

۷۔ علم والا ہو۔

۸۔ بہادر ہو۔

۹۔ سخاوت والا ہو۔

۱۰۔ پرہیزگار ہو۔

۱۱۔ صرف قریشی، ہاشمی، علوی ہو۔

۱۲۔ فاطمی ہو۔

اس سے مراد یہ کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات میں ایک اعلیٰ اور قابل جرنیل کی ضرورت کے پیش نظر اس کے اوصاف مندرجہ بالا مذکورات اور مندرجات کے حامل ہونا ضروری ہے۔

جہادِ اکبر کی وجوبی شرائط :

حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ فرماتے ہیں کہ مرشد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل وجوبی شرائط کو ملحوظ خاطر رکھا جائے جن کے فقدان کی صورت میں حلقۂ ارادت میں داخل ہونا مرید کے حق میں فائدہ مند نہ ہوگا۔

۱۔ پکا ارادہ ہو۔
۲۔ عمر کم سے کم بیس سال ہو۔
۳۔ کسی مرشد امام کی پہچان ہو۔
۴۔ توبہ کرنا۔
۵۔ ہمت بلند ہونا۔
۶۔ عمر رسیدہ نہ ہو جو مجاہدہ اور ریاضت کی طاقت نہ رکھتا ہو۔
۷۔ کسی فرد معین کی تقلید کا پابند نہ ہونا۔
۸۔ طریقت کے سالکین کا منکر نہ ہونا۔
۹۔ دماغ مختل نہ ہونا۔
۱۰۔ مرشدین طریقت پر اعتراض کرنے والا نہ ہونا۔

ان شرائط کی توضیحات کے لیے کتاب "آئینۂ اسلامی" کی طرف رجوع کیا جائے، البتہ جہادِ اکبر کا معاملہ صرف کسی مرشد کی حضوری میں جائز ہو سکتا ہے جو کوئی بھی کسی مرشد کامل کے حضور کے بغیر ریاضت و مجاہدہ کا ارتکاب کرے وہ گمراہ ہو گا اور اپنے مقصد سے بھٹک جائے گا۔

(الفقہ الاحوط باب الجہاد ص ۱۹۹)

جہاد بالنفس :

نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہر مسلمان مؤمن کا فریضہ ہے۔ جہادِ اصغر کی نسبت یہ جہاد تاکیدی پہلو رکھتا ہے کیونکہ جہادِ اصغر فرض کفایہ ہے اور بعض دفعہ چھوٹ ملتی ہے لیکن یہ جہاد جو جہادِ اکبر کہلاتا ہے اس کا وجود ہر فرد مؤمن پر عائد ہے اس لیے حضرت شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانیؒ درویشوں کے لیے نصیحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اے عزیز مسلمانوں کے بشری اوصاف کو خباثت سے پاک کرنا ذرا مشکل کام ہے۔ ناپسندیدہ افعال اور اخلاق رذیلہ کے ساتھ مسلمان ہونے کا دعویٰ اس وقت تک محض دھوکہ سمجھا جائے گا جب تک آئینہ دل اوصاف بشری کی آلودگی سے پاک نہ ہو جائے۔ جن کے افعال و اعمال اخلاص پر مبنی نہیں وہ رذائل نفسانی کے امراض سے خلاصی کبھی نہ پا سکیں گے۔ جو شخص نفس کا بندہ اور طبیعت کا جو کہ روح کی دشمن ہے، غلام ہو کبھی فلاح و نجات کا چہرہ نہیں دیکھ سکے گا، کیونکہ نجات ایمان کا پھل اور فوز و فلاح اسلام (عمل) کا نتیجہ ہے۔

حقیقتِ اسلام نفس امارہ کی تمام تر خواہشات کی مخالفت اور اللہ تعالیٰ کی مثالی فرمانبرداری ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ

اوحی اللہ تعالیٰ الی موسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ ان اردت رضائی مخالف نفسک انی لم اخلق خلقا نیازعنی غیرھا

"اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ کہ تم اگر میری رضا چاہتے ہو تو اپنے نفس کی مخالفت کرو کیونکہ میں نے اس کے سوا خود سے نزاع کرنے والی اور کوئی مخلوق پیدا نہیں کی۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰ اگر تم ہماری رضا کے خواہشمند ہو تو اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت کرو کیونکہ ہم نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو ہم سے منازعت کرتی ہو سوائے نفس کے۔ پس ثابت ہوا

وقتی مشاهده فرماید

که ع حجب اتفاع نماید

"جس وقت آپ مشاہدہ فرمائیں کہ تمام پردے اٹھ گئے ہیں۔"

حجاب:

جان لے اللہ تعالیٰ تجھ پر سے تیرا حجاب دور کر دے (آمین) کہ حجاب دو قسم کا ہے:

(۱) ظلمانی (۲) نورانی

حجابِ ظلمانی:

تاریکی کے پردے بندے کی طرف سے ہوتے ہیں مثلاً اخلاقِ ذمیمہ، اعمالِ قبیحہ، اعتقاداتِ فاسدہ، تعلقاتِ دنیا، موانع اور ظاہری اشغال وغیرہ۔

حجابِ نورانی:

نوری پردے رب کی طرف سے ہوتے ہیں یعنی آثار حجابِ افعال ہیں اور افعال حجابِ صفات ہیں اور صفات حجابِ ذات ہیں۔ جیسا کہ کسی محقق نے کہا ہے۔

جمالک فی کل الحقائق سایر
و لیس له الا جلالک ساتر

"تمام موجودات میں تیرا جمال رواں اور جاری ہے لیکن تیرے جلال نے اسے ڈھانپ رکھا ہے۔"

بزیرِ پردۂ هر ذرّه پنهان
جمالِ جانفزای روی جانان
چو برخیزد ترا این پرده از پیش
نماند نیز حکم مذهب و کیش
من و تو چون نماند درمیانه
چه مسجد چه کنش چه دیر و خانه

"ہر ذرے کے پردے کے پیچھے محبوب کے چہرۂ جانفزا کا جمال چھپا ہے۔ جب یہ پردہ تم سے ہٹ جائے گا تو مذہب و دین کا حکم باقی نہیں رہے گا۔ جب درمیان میں من و تو باقی نہ رہے تو مسجد و کلیسا و دیر و خانہ کیا رہیں گے۔"

تجلیاتِ آثاری کے مراتب:

اگر عالم اجسام کے تعینات میں ہر ایک پر تجلی ہو جائے تو یہ تمام آثاری تجلی ہیں۔ تجلیاتِ آثاری کے مراتب میں اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ تمام اجسام کی صورتوں میں دفعۂ واحدہ میں حق تعالیٰ کو دیکھے۔ پھر تجلیاتِ افعالی سامنے آتے ہیں اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ کسی وقت بھی کوئی صفت مثلاً وہاب، خلاق اور رزاق وغیرہ انفرادی طور پر تجلی فرمائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی وقت صفات متعددہ ایک ساتھ تجلی فرمائیں۔ کبھی صاحبِ تجلی صفات افعالی میں سے کسی صفت کا مظہر تجلی بن جاتا ہے اور وہ فعل اس سے صادر ہوتا ہے یعنی وہ چیزیں پیدا کرتا ہے، مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے، موت دیتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور کبھی صفات متعالیہ کا مظہر بن جاتا ہے یعنی خالقیت بھی، رزاقیت بھی، قاہریت بھی، غافریت بھی، وغیرہ۔ اکثر اوقات تجلیاتِ افعالی انوار متلونہ سے متشکل ہو کر تمام رنگوں میں تجلی فرماتی ہیں یعنی سبز، نیلا، سرخ، زرد، سفید اور ملے جلے رنگ۔

تجلیاتِ افعالی کے مراتب:

جان لے اللہ تعالیٰ تجھے مراتب انوار و تجلیات کی معرفت عطا کرے (آمین) انوار متلونہ اور تجلیات متعینہ کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے یعنی یہ لازم نہیں کہ تجلی ضرور بضرور کسی نوری لباس سے ملون ہو کیونکہ تجلی نوری

بھی ہوتی ہے اور صوری بھی، تجلی ذوقی بھی ہوتی ہے اور معنوی بھی۔ اسی طرح یہ بھی لازم نہیں کہ ہر نور نورِ تجلی ہو یعنی ممکن ہے کہ جو نوری عالم دکھائی دیتے ہیں وہ تجلی نہ ہو بلکہ نورِ طاعت ہو یا نورِ خلق ہو یا انبیاء یا اولیاء کا نور ہو۔ تجلی کی علامت دو چیزوں میں سے ایک ہے جو گزر چکا ہے یعنی وہ یا فنا ہے یا تجلی کے وقت تجلی کا علم ہوتا ہے۔ ان دو علامتوں میں سے کوئی ایک جس حال میں ملے جان لو کہ وہ تجلی ہے۔ لا آثاری اپنے مرتبے میں، افعالی اپنے مرتبے میں، صفاتی اپنے مرتبے میں اور ذاتی اپنے مرتبے میں ہوتی ہے۔

جو صاحبِ اصول ہو چاہیے کہ وہ مقام شناس ہو۔

وما منا الا له مقام معلوم

"ہم میں سے ہر ایک کا مقام معلوم و معین ہے۔"

کو اپنا نصب العین بنائے تاکہ خطا، خلل، سہو اور پھسلن سے محفوظ ہو جائے۔ تجلیاتِ افعالی کے مراتب میں سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ کثیر افعال کی تمام صفات انوار متلونہ کے لباس میں بڑے بڑے سمندر یا بڑے بڑے عالم دکھائے دیتے ہیں۔ ان بڑے سمندروں یا جہانوں میں ربوبیت کے سالوں میں سے بہت سے سال سیاحت و غوطہ زنی کرتے ہیں۔

تجلیاتِ صفاتی کے مراتب :

پھر تجلیاتِ صفاتی سامنے آتی ہیں۔ ان کی کئی قسمیں ہیں۔ یعنی حی، علیم، سمیع، بصیر، قدیر، مرید اور متکلم وغیرہ۔ ان میں سے ہر صفت الگ الگ تجلی فرماتی ہے اور کبھی تمام تعینات ملکی، ملکوتی، جبروتی اور کثرات جسمانی و روحانی حق تعالیٰ کی وحدت میں محلا اور حق تعالیٰ تمام پر محیط مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس کو ہم عالم جبروت، اعیان ثابتہ، واحدیہ اور جمع الجمع کہتے ہیں اور جس وقت اپنے مراتب پر تجلی فرماتا ہے یعنی بے رنگ، بے نہایت نور، بے کثرت تعینات مگر صرف تعین علمی یعنی صاحبِ تجلی خود کو دیکھتا ہے کہ وہ حضرت حق ہے اور کوئی تعین، کوئی رنگ اور کوئی نہایت اس کے سوا نہیں ہے تمام وہی ہے، حضرت کل و حق مطلق ہے۔ الہیت کے سالوں میں سے بہت سے سال بلکہ بہت سے ادوار اس وحدت میں گزر جاتے ہیں یہ مراتب جبروتی اور تجلیاتِ صفاتی میں مرتبہ اعلیٰ ہے جسے ہم احدیت الجمع اور ذات مع الصفات کہتے ہیں۔

تجلیاتِ ذاتی کے مراتب :

اس وقت تجلی ذاتی دکھائی دیتی ہے۔ یہ فنائے صرف سے عبارت ہے یعنی صاحبِ تجلی ایسا محو، بے وجود اور معدوم ہوتا ہے کہ اس کا کچھ باقی نہیں رہتا اور اسے کوئی احساس نہیں رہتا۔ کیونکہ شعور و علم ہو جیسے عالمیت معلومیت کا مقتضی ہے جب تک علم باقی رہتا ہے اس میں دوئی باقی رہتی ہے وحدت صرف اور وجودِ مطلق نہیں ہوتا۔

اس مقدمے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات حق کو دیکھنا محال ہے کیونکہ ذات حق کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ یہ امر اعتباری اور وجود ذہنی ہے۔ جب ذات حق کے لیے خارج میں صفاتِ کمال سے معرا ہونا محال ہے اور ہمیشہ فی الواقع صفاتِ کمال سے متصف ہوتا ہے۔ جب ذات حق فی الواقع موجود ہے تو اس کا دیکھنا محال ہے۔ اس معنی کی بنا پر فنائے صرف کو تجلی ذاتی کہتے ہیں کیونکہ ذات حق کا اثر یہ ہے کہ صاحبِ تجلی کو فانی صرف اور محو محض کر دیتا ہے۔ (جاری ہے)

کتاب "قائم الحق" انہوں نے اپنے بھائی فضل الٰہی کے الزامات کی تردید اور سوالات کے جوابات میں لکھ کر شائع کی۔ نور بخشیوں میں بھی ایک گروہ ان کا شدید مخالف تھا، اس گروہ نے مولانا کی مذمت اور تردید میں ایک کتاب بھی شائع کی۔ مولانا علماء اہل حدیث اور شیعہ مبلغین سے بھی بحث و مباحثہ کرتے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے "نور المؤمنین" اور "عقائد المؤمنین" جیسی کتابیں لکھ کر شائع کیں۔

مولانا کے دل میں نور بخشی مسلک کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ سلسلہ نور بخشیہ کو علم و عمل دونوں میں ترقی یافتہ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ مختلف احکام و مسائل سے متعلق تحریری و زبانی اعتراضات کا جواب دینے میں انہوں نے اپنی پوری زندگی گزار دی۔ نور بخشی قوم پر ان کے بے شمار احسانات ہیں۔ انہوں نے ایک ایسے وقت میں نور بخشی قوم کا شیرازہ بکھرنے سے بچانے کی کامیاب کوشش کی جب نور بخشیہ کی ناؤ بری طرح باد مخالف اور طوفانی موجوں کے تھپیڑے کھا رہی تھی۔

مولانا محمد علی ڈوغونی

مولانا محمد علی ڈوغونی میں پیدا ہوئے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر سید قاسم شاہ کھرکوی سے استفادہ کرتے رہے۔ بعد ازاں مزید تعلیم کے حصول کے لیے ہندوستان روانہ ہوئے اور ایک مدت تک امرتسر اور دہلی کے مدارس سے علمی پیاس بجھاتے رہے۔ بعد فراغت لے کر وطن مالوف واپس آئے اور باقی زندگی خانقاہ نور بخشیہ کے امام جمعہ و جماعت کی حیثیت سے گزار کر ۱۹۹۱ء میں وفات پائی۔

مولانا محمد علی بہت بڑے عالم دین تھے۔ عربی قواعد یعنی صرف و نحو میں انہیں مکمل عبور حاصل تھا۔ قیام پاکستان سے قبل آپ اور مولوی محمد ابراہیم چھتن دونوں ہی ایسے عالم دین تھے جو غیر نور بخشی تعلیمی اداروں میں حصول تعلیم کے باوجود اپنے مسلک پر قائم رہے۔ مولوی محمد ابراہیم نے چھتن کو اپنا مرکز بنایا اور چھتن اور گرد و نواح کے ۲۶ نور بخشی گھرانوں کو جو تبدیلی مسلک کر چکے تھے دوبارہ نور بخشی بنایا جو اب تک نور بخشی ہیں۔ اسی طرح مولوی محمد علی نے بھی نور بخشیوں کو دوسرے مذاہب میں جانے سے بچایا۔

مولانا صاحب کے اپنے ارشادات کے مطابق جب وہ فارغ التحصیل ہو کر ڈوغونی پہنچے تو وہ بہت مخدوش زمانہ تھا۔ نور بخشیوں میں بہت سے اختلافی مسائل کا بیج بو دیا گیا تھا جس کی وجہ سے نور بخشی بہت پریشان تھے۔ مولانا صاحب نے نور بخشیوں کو ان پریشانیوں سے نجات دلانے کی کوشش کی۔ جو عناصر نور بخشیوں کو اپنے عقیدے کی تبدیلی پر مجبور کر رہے تھے مولانا نے جا بجا ان کے ساتھ مناظرہ کیا اور علمی دلائل سے ان پر اس طرح حاوی ہو جاتے تھے کہ وہ آپ سے مقابلہ کی تاب نہ لا کر راہ فرار اختیار کرتے تھے۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں کی اسی خدمت کا نتیجہ ہے کہ ڈوغونی بلغار اور خپلو کے علاقوں میں نور بخشیوں کا اعتقاد محفوظ رہا اور تبدیلی مسلک کی کوششیں بار آور نہ ہو سکیں۔

مولانا محمد علی نے واپسی کے بعد ڈوغنی میں ایک دینی تعلیمی ادارہ قائم کیا تھا جس کے تحت چار کمروں پر مشتمل ایک مدرسہ قائم کیا گیا۔ مختلف زمانوں کے نشیب و فراز سے گزر کر یہ مدرسہ اب تک جاری ہے۔ انجمن صوفیہ نور بخشیہ ڈوغونی کے زیر انتظام اس تعلیمی ادارے سے ستر اسی بچے بچیاں دینی تعلیم پاتے ہیں۔ جن اہم علماء نے اس سلسلے میں قابل تعریف کردار ادا کیا ان میں سید نجم الدین صاحب، مولوی محمد ابراہیم صاحب چھتن،

سید جمال الدین صاحب سینو اور سید شاہ عباس صاحب غور سے کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ بلتستان کے جن علاقوں میں ان رجحانات کو روکنے والا قابل عالم دین موجود نہ تھا وہاں نور بخشیوں کی کثیر تعداد نے اپنا مسلک تبدیل کر لیا اور یوں عالم نور بخشیت ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہوا۔

مولانا غلام رسول براہوی حال مقیم بوندو شگر اور مولوی عبدالسلام تھلوی مولوی محمد علی کے شاگرد رشید ہیں جو دین کی خدمت میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔

ان دینی خدمات کے علاوہ مولانا نے کھر کو، باغار، تھلے اور ذوغونی کے نور بخشیوں کو مختلف عدالتی چکروں سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ بے شمار مقدموں کے فیصلے خود صادر کیے اور حق داروں کو ان کا حق پہنچایا۔ اس طرح عدل و انصاف کا بول بالا کیا۔

مولانا کے دو فرزند تھے۔ ان میں سے اخوند غلام عباس پولیس میں ملازمت کر رہا ہے۔ مولانا غلام علی پنجاب کے مختلف دینی اداروں سے استفادہ کے بعد واپس ذوغنی آئے تھے اور حیدر آباد ذوغنی کے امام جماعت تھے لیکن ماضی قریب میں رحلت فرما چکے ہیں۔ ☆

نوٹ: قارئین عنوان بالا کے بارے میں تنقیدی آراء صاحب مضمون اور نوائے صوفیہ کو ارسال فرمائیں نقد و نظر کا دروازہ کھلا ہے اور سلسلہ مضامین کی افادیت میں اضافہ ہو۔

> نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
> ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
> اقبال

بقیہ: آپ کے مسائل اور ان کا حل

جواب نمبر ۴: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اگر کسی معقول عذر شرعی کی وجہ سے ہو تو درست ہے ادا ہوگی۔

جواب نمبر ۵: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

مہر حاضر نکاحِ متعہ کی ماہیت میں داخل ہے۔ لہٰذا مہر حاضر کو نظر انداز کر کے مہر مؤجل کے ساتھ نکاحِ متعہ شرعاً روا نہیں ہے۔

جواب نمبر ۶: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اگر میاں بیوی دونوں نکاح متعہ کو عقدِ دائمی میں تبدیل کرنے پر رضامند ہوں تو شوہر اپنی ممتوعہ کو خلع کی صورت میں طلاق دے۔ اس کے لیے عربی میں الفاظ طلاق یوں ہیں۔

ممتوعتی خالعتها علی ما بذلت فهی طالق"
اس کے بعد دوبارہ نکاح خوانی کا مرحلہ طے کیا جائے۔

جواب نمبر ۷: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

طلاق کا تعلق عقدِ دائمی اور متعہ دونوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا ممتوعہ کو بھی مدت پوری ہونے سے پہلے طلاق دی جا سکتی ہے۔ تاہم ممتوعہ کو دائمی عقد والی عدت کا نصف حصہ گزارنا ہوگا۔

امید ہے کہ محترم شمشیر صوفی صاحب اور محترم علی حسین تصوفی اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔ ☆

کہ نفس کی فرمانبرداری سراسر کفر ہے اور اس کے ساتھ موافقت کرنا دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں عظیم تر گناہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب ہم غزوۂ خیبر سے لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مرحباً بقومٍ قد غزوا و بقی جهاد الاکبر

"ان غازیوں کے لیے مرحبا جنھوں نے جنگ کی اور ابھی ان کے لیے جہادِ اکبر در پیش ہے۔"

صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد اکبر کیا ہے؟ فرمایا جهاد النفس "یہ جہاد بالنفس ہے۔" جاهد نفسه التی بین جنبیک "یہ اس نفس کے ساتھ جہاد ہے جو دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔"

یعنی مولائے متقیان فرماتے ہیں کہ جب ہم غزوۂ خیبر سے کامیاب وکامران لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایسی قوم کو خوش آمدید کہتا ہوں جس نے جہادِ اصغر میں کامیابی حاصل کی اور اب جسے جہادِ اکبر در پیش ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ جہادِ اکبر کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ جہاد بالنفس ہے یعنی جہاد اکبر نفس کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔ یہ ایسا دشمن ہے جو دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ وہ ہر وقت شہوت کے جال اور غضب کی تلوار کے ساتھ دین کے مضبوط قلعہ یعنی ایمان وایقان پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے۔ اس کی بنیادوں کو ہلا دیتا ہے اور نجات کے قلعہ کو مسمار کر دیتا ہے اور آفات وہلاکتِ ابدی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اگر تم اس غدار دشمن کے دبدبے کو دور کر سکو اور اس خطرۂ ایمان اژدھے کا سر کچل سکو تو تم سعادت ابدی کی شاہراہ پر چل سکو گے۔ جو کوئی اسے جہاد کی دولت سے محروم رہے اسے چاہیے کہ اپنے دین کا ماتم کیا کرے۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ چھوڑ دے۔ شرک کی خباثت کو ایمان نہ سمجھے اور خواہشات کے مکروہ فریب کو اسلام نہ جانے اور اللہ تعالیٰ کا پاک نام اپنی ناپاک زبان پر نہ لائے کیونکہ پرکھنے والا اور دیکھنے والا وہی حکیم وخبیر ہے۔

والله یعلم المفسد من المصلح (البقرہ آیت ۲۲۰)

"اور اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح کو خوب جانتا ہے۔"

مرد می باید تمام این راه را
جانفشانی باید این درگاه را
کار آسان نیست با درگاه او
خاک می باید شدن در راه او
سالها کردند مردان انتظار
تا یکی شان بار یافت از صد هزار

(درویشیه مترجم ص ٦٦ تا ٦٨)

بقیہ: تبلیغِ رسالت کا حکیمانہ پہلو

طبیعت اکتا جاتی ہے جس کی وجہ سے دین یا مبلغ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے جو دین اور واعظ دین دونوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔

اس لیے آنحضرتؐ کے طریقۂ وعظ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ ہمیں خاص دنوں میں وعظ فرماتے تھے مبادا کہ ہم اکتا نہ جائیں۔ اور دوران کلام آپ نئی نئی تشبیہات اور بہترین ضرب الامثال شامل کرتے جن سے پوشیدہ حقائق کو سمجھانے میں آسانی پیدا کرتے اور مانوس اور آسان تر بنا کر مطالب کو مخاطب کے ذہن نشین فرماتے تھے۔

دین کے احکام کسی بھی قوم پر یک وقت لاگو فرمانے کی بجائے درجہ بہ درجہ احکام رائج فرماتے تھے تاکہ لوگوں کو عمل کرنے میں آسانی ہو۔ چنانچہ پہلے توحید ورسالت کی تبلیغ فرماتے پھر عبادات اور دوسرے احکامات کا پابند بناتے تھے۔ (جاری ہے)

نوربخشیات

محسنینِ نوربخشیہ

غلام حسن نوربخش ایم۔اے

مولانا حمزہ علی خپلوی

مولانا حمزہ علی ۱۸۹۷ء کے لگ بھگ خپلو کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کا شجرۂ نسب میر شمس الدین عراقی کے ایک اہم مرید مولانا حیدر ملک سے ملتا ہے جو ۹۱۱ھ میں میر شمس الدین عراقیؒ کے ہمراہ بلتستان آئے اور انہی کی ہدایت پر خپلو میں مقیم ہو گئے تھے۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم گھر کے ماحول میں حاصل کی۔ اور پھر شملہ اور منصوری میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور اس دوران سارا وقت کتابوں کے مطالعہ اور تصنیف و تالیف میں بسر کیا۔ انقلاب کے بعد آپ راولپنڈی منتقل ہوئے اور وہیں وفات پا کر مدفون ہوئے۔

مولانا کے متعدد شاگرد بلتستان بھر میں پھیلے ہوئے تھے جو مسلک کی خدمت میں کمربستہ رہتے تھے جن میں سے کچھ اب بھی زندہ ہیں اور ملک و ملت کی خدمت میں مصروف ہیں۔

مولانا حمزہ کی کتابوں کے مطالعہ اور ان کے صحبت یافتہ حضرات کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں پر درمیانی درجے کا عبور حاصل تھا۔ تحقیق اور تصنیف و تالیف کے دھنی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ ہدف مقرر کر رکھا تھا کہ نوربخشیوں میں رائج عقائد و عملیات کو دوسرے مذاہب کی کتابوں سے ثابت کریں خواہ وہ عقیدہ و عمل نوربخشی بزرگوں کی تصانیف سے ثابت ہوں یا نہ ہوں۔ اسی مقصد کے پیش نظر انہوں نے ہزاروں کتابوں سے ثبوت و دلائل فراہم کیے ہیں لیکن نوربخشی غیر متنازعہ کتب میں سے انہیں صرف کتاب الاعتقادیہ، المودۃ القربیٰ، الفقہ الاحوط اور دعوات صوفیہ دستیاب ہوئی تھیں۔ ان کے علاوہ سید قاسم شاہ کھرکوی کی کتاب نوربخشیہ، مصابیح الاسلام، عترۃ الطاہرہ اور تحفۂ قاسمی ملی تھی۔ لیکن باقی بزرگوں کی کوئی کتاب انہیں نہیں ملی تھی اور اسی طرح شاہ ہمدانؒ اور سید محمد نوربخشؒ کی باقی کتب و رسائل سے وہ قطعاً محروم تھے، چنانچہ اخوند صاحب کی تحقیقات انہی کتابوں کے اردگرد گھومتی ہیں۔

مولانا صاحب نے جس ماحول اور حالات میں تصنیف و تالیف کا بیڑا اٹھایا وہ بڑا پُر آشوب اور حوصلہ شکن تھا۔ غیر نوربخشی علماء کی ایک بڑی تعداد نوربخشیوں میں تبلیغ کر رہی تھی اور لوگ گروہ در گروہ تبدیلیٔ مذہب کر رہے تھے۔ جگہ جگہ نوربخشی عقائد اور عملیات پر کھلی تنقید ہو رہی تھی جس کا مقابلہ کرنے کے لیے نوربخشی کتابیں دستیاب نہیں تھیں۔ نوربخشیوں میں بہت سے مسائل کا تنازعہ چل رہا تھا اور روز بروز اختلافات کی خلیج وسیع ہوتی جا رہی تھی۔ ایسے حالات میں انہوں نے قلم اٹھایا تو انہیں چومکھی لڑائی لڑنا پڑی۔ ان کے اپنے بھائی مولوی فضل الٰہی سنی ہو گئے تھے اور شملہ میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ مولانا حمزہ کے ساتھیوں کا بیان ہے کہ ان دونوں کے درمیان بحث و جدال جاری رہتا تھا اور کبھی کبھار دونوں میں ہاتھا پائی تک کی نوبت آتی تھی۔

فکر و نظر

خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

احمد علی عارف فاضل عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور

جن خصوصیات اور امتیازات کے باعث دینِ متین کو ادیانِ عالم پر فوقیت حاصل ہے ان میں سے ایک صفتِ حمیدہ اس کی جامعیت ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جس کے لیے اسلام میں رہنمائی موجود نہ ہو اور جس کو اساس بنا کر انسانی زندگی کو کسی بھی دور کے مخصوص تقاضوں سے ہم آہنگ نہ کیا جا سکتا ہو۔ دینِ حنیف تاقیامت نوعِ انسانی کے لیے رشد و ہدایت کا علمبردار بن کر آیا ہے اور اپنی دلکشی اور جاذبیت کے باعث ہر دور میں مطمعِ انظار اور مرجعِ خلائق رہا ہے۔ اسلام کا یہی طرۂ امتیاز ہے جس کی بدولت ہر دور میں ایک لائقِ اتباع ضابطۂ حیات اور نظامِ ہستی کی صورت میں قرطاسِ ہستی پر موجود رہا ہے اور زندگی کے ہر مسئلے کے حل کے لیے قرآن مجید صلائے عام دیتا ہے۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

دورِ جدید میں پیدا ہونے والے مسائل میں سے ایک مسئلہ خاندانی منصوبہ بندی اور ضبطِ تولید کا ہے۔ یہ ایک حساس معاملہ ہے اور ہم جاننے کی کوشش کریں گے کہ شریعتِ مطہرہ کی رو سے اس کی کیا حیثیت ہے۔

تعارف:

ایسا طریقہ کار اپنانا جس سے معاشی وسائل اور مصارف میں ہم آہنگی پیدا ہو اور قوم کو اس بات کی ترغیب دینا کہ ملکی وسائل اور خوراک کی پیداوار کا لحاظ رکھتے ہوئے اولاد پیدا کی جائے۔

خاندانی منصوبہ بندی اور قرآن:

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔

ولا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق نحن نرزقکم و ایاھم ان قتلھم کان خطأ کبیرا

"اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں اور تمہیں رزق دیتے ہیں اور ان کو قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔"

اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ ناداری اور مفلسی کے ڈر سے اولاد کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

قتلِ اولاد کی وجوہات:

کفار تین وجوہات کی بنا پر اولاد کو قتل کرتے تھے۔

ا۔ ناداری کا خوف۔ جیساکہ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت میں مذکور ہوا ہے۔

۲۔ اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے۔ جیساکہ ارشاد ہوا ہے۔

وکذالک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادھم شرکاءھم

۳۔ خود ساختہ معیارِ حیا۔ اس کا تعلق قتلِ اناث سے ہے۔

و اذا بشر احدھم باالانثی ظل وجھہ مسودا........ الا ساء ما یحکمون

من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب

اس آیت مقدسہ سے مادی ذہن کی اس سوچ کی نفی ہوتی ہے کہ موجودہ ذرائع معاش سے اتنی کثیر آبادی کی کفالت کیسے ہو گی؟

ملک گیر خاندانی منصوبہ بندی کی بنیاد:

ملک گیر خاندانی منصوبہ بندی کی بنیاد پانچ امور پر ہے:

۱۔ فقر و فاقہ کا خوف۔ اس تصور کا رد قرآن مجید کی آیت ولا تقتلوا اولادکم .... الخ سے کیا گیا ہے۔

۲۔ یہ تصور کے چونکہ ظاہراً انسان رزق کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اس لیے حقیقتاً بھی رزق کے نظام کی ذمہ داری انسان پر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما رکھا ہے۔

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا

۳۔ تیسرا محرک یہ کہ اگر انسان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو نہ روکا گیا تو یہ کرۂ ارض پر گراں ہو گی۔ اس کا رد قرآن نے یوں فرمایا۔

ان من شیء الا عندنا خزائنہ

۴۔ غربت اور ناداری سے بچنے کے لیے۔ اس کا رد قرآن مجید کی آیت الشیطٰن یعدکم الفقر میں موجود ہے۔

۵۔ آبادی میں اضافے سے نمٹنے کے لیے جس جذبہ محنت کی ضرورت ہے وہ ناپید ہوتی جا رہی ہے اور نتیجتاً ذرائع معاش میں اضافہ نہ ہو سکنے کے باعث انسانیت بھوک اور افلاس کا شکار ہو جائے گی۔ اس کا ردیوں کیا گیا ہے۔

من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ

(جاری ہے)

(**نوٹ**: اس موضوع پر صاحب مضمون کا اصل معتدل [illegible] نظر آگے چل کر سامنے آئے گا۔ ادارہ نوائے صوفیہ جملہ اہل علم کو دعوت دیتا ہے کہ وہ صاحب مضمون کے افکار اور ان کی تحقیق کی تائید یا تردید کریں تاکہ قارئین کو صحیح رہنمائی فراہم ہو۔)

بقیہ: توبہ

کیوں نہ اتریں ان کے رب کی طرف سے۔ کہہ دے اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ اس کو دکھلاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔"

بے شک اللہ تعالیٰ ایسی نشانیاں دکھانے کی قدرت ضرور رکھتا ہے مگر یہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور عادت کے خلاف ہے کہ کافروں کی بے سروپا فرمائشیں پوری کرے۔ فرمائشی نشانیاں البتہ ان قوموں کو دکھائی گئی ہیں جن کی تباہی کا فیصلہ ہو چکا ہو۔ کیونکہ ایسی نشانیاں دکھانے کے بعد ضروری ہوتا ہے کہ تقاضا کرنے والے مخصوص شرائط کو پورا کریں بصورت دیگر عذاب الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور وہ قوم تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔

پس ایسی فرمائشی نشانیاں نہ دکھانے کا مقصد یہ ہے کہ رحمت و توبہ کا دروازہ کھلا رکھا جائے۔ حضور نبی کریم رحمت اللعالمین بنا کر بھیجے گئے تھے اس لیے یہ آپ کی شان سے بعید تھا کہ آپ کی قوم پر عذاب الٰہی نازل ہو تاہم رسول امیؐ کے طفیل اللہ تبارک و تعالیٰ نے امت مرحومہ پر تا قیامت رحمت و توبہ کا دروازہ دائم کھلا رکھا ہے۔ ☆

انسان کا کام فقط ان امور کی انجام دہی ہے جس پر اسے معمور کیا گیا ہے۔ والدین کا کام اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام بہترین طریقے پر کرنے کا اہتمام کرنا اور رزق حاصل کر کے انہیں کھلانا اور ان کو ایک صحت مند شہری بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرنا ہے۔ اسی طرح حکومت کا کام شہریوں کو بنیادی ضروریاتِ زندگی فراہم کرنا، ان کے جان و مال کا تحفظ، سرحدوں کا دفاع، قانون کی عملداری، ملکی وسائل کا بہترین استعمال اور استحقاق کا احترام ہے۔ پس والدین اور حکومت میں ہر ایک کا ایک مخصوص دائرۂ کار ہے جس کے اندر رہ کر انہیں کام کرنا ہے۔ جو بھی اپنے فرائض اور دائرۂ کار سے تجاوز کرے گا وہ نظامِ زندگی کو غلط طور پر متاثر کرے گا۔ جبکہ جدید حکومتوں میں حکمران اس حساب و کتاب میں مصروف رہتے ہیں کہ زمین کے سینے پر کتنی آبادی کے لیے سکونت کی گنجائش ہے اور کتنے افراد کی خوراک کا ذخیرہ موجود ہے۔ ایک سال میں کتنے بچوں کو پیدا کرنا ہے اور کتنے بچوں کی پیدائش کو روکنا ہے۔ حالانکہ یہ وہ کام ہیں جو خالقِ حقیقی نے اپنے ذمے لے رکھے ہیں۔ ارشادِ باری ہے۔

انّ من شیئٍ الّا عندنا خزائنہ و ما ننزلہ الا بقدرٍ معلوم

اس آیت کی تائید و تشریح حضورؐ کی اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

یبعث اللہ ملکا و یؤمر با ربع کلماتٍ و یقال لہ اکتب عملہ و رزقہ و اجلہ و شقی او سعید ثم ینفخ فیہ الروح

"اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مبعوث فرماتا ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم دیتا ہے کہ اس کا عمل، رزق، عمر اور نیک یا بد ہونے کا لکھو۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔"

سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق ستارہ مچھلی (star fish) روزانہ دس کروڑ انڈے دیتی ہے۔ اگر اس مخلوق کے صرف ایک فرد کو آزادانہ نسل بڑھانے کا موقع میسر آجائے تو تیسری چوتھی پشت تک دنیا کے تمام سمندر اسی مچھلی سے لبالب بھر جائیں گے اور ان سمندروں میں پانی کا ایک قطرہ سمونے کی بھی گنجائش باقی نہ رہے گی۔ مگر کون ہے جو ان نسلوں کو اپنی مقررہ ضرورت سے آگے بڑھنے نہیں دیتا۔ یقیناً یہ انسانوں کی اختراع کردہ خاندانی منصوبہ بندی نہیں بلکہ خدائی حکمت ہے۔ پس جب خدا نے ایک مخلوق کی تعداد میں اتنا اضافہ نہ ہونے دیا کہ جس سے دوسری مخلوق کے لیے عرصۂ حیات تنگ ہو جائے تو کیا اس کی حکمت نسل انسانی کو بے لگام چھوڑ سکتی ہے۔ جب رب نے فرمایا کہ ہر چیز کو مقرر تعداد اور مقدار میں پیدا کرنا میرے ذمے ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اس کی قدرت میں دخل اندازی کرتے ہوئے نسل انسانی کو کم کرنے کی کوشش کرے۔

ہمارے ملک کی مثال لیجیے۔ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی تین کروڑ تھی اور ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے مطابق ساڑھے تیرہ کروڑ ہو چکی ہے لیکن لوگوں کا معیار زندگی پہلے سے بہتر ہے اور جو نعمتیں اور سہولتیں آج میسر ہیں وہ پہلے کبھی نہ تھیں اور علی ہذا القیاس یہی حال کل دنیا کا ہے۔

پس خشیتِ املاق شیطان کا پیدا کردہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

الشیطٰن یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء

شیطان تمہارے ذہنوں میں یہ بات جاگزیں کرنا چاہتا ہے کہ اگر تمہاری اولاد زیادہ ہو گی تو تم انہیں کہاں سے کھلاؤ گے۔" حقیقت میں یہ شیطان فقر و فاقہ کے نام پر مسلمانوں کے اندر بے حیائی کو رواج دینا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سے مفید تر سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ بعض احباب کرام نے سابقہ شماروں میں شائع شدہ بعض جوابات کی مزید وضاحت کی پھر مزید وضاحت طلبی کی ہے۔ چنانچہ اگلے شمارے میں پھر مزید وضاحت شائع کی جائے گی۔ اس شمارے میں جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱: ہمارے علاقے میں غسل جنابت کے لیے پہلے اغتسل الخ پڑھتے ہوئے سر کو دھویا جاتا ہے پھر اللّٰھم طھر الخ پڑھتے ہوئے دائیں جانب کو دھویا جاتا ہے اور آخر میں کلمہ تمجید پڑھتے ہوئے بائیں جانب کو دھو کر غسل کو اختتام پذیر کیا جاتا ہے۔ کیا یہ طریقہ درست ہے؟

سوال نمبر ۲: ایک شخص کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز کر گئی ہے اور اس نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے۔ کیا ایسے شخص کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے؟

سوال نمبر ۳: عصر کے وقت پڑھی جانے والی ظہر کی نماز قضا ہو گی یا ادا؟

سائل شمشیر صوفی لداخ انڈیا

سوال نمبر ۴: کیا نکاح متعہ مہر حاضر کے بغیر مہر موجل کے ساتھ بھی جائز ہے؟

سوال نمبر ۵: نکاح متعہ کی مدت پوری ہونے سے پہلے اگر اسے عقد دائمی میں بدلنا چاہے تو کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

سوال نمبر ۶: مدت پوری ہونے سے پہلے ہی ممتوعہ کو طلاق دی جا سکتی ہے یا نہیں؟

سائل علی حسین تصوفی شگری مقیم کراچی

جوابات

جواب نمبر ۱: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

آپ لوگوں کا یہ طریقہ غلط ہے۔ شرعاً صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے غسل کی نیت اغتسل الخ پڑھی جائے۔ اس کے بعد اللّٰھم طھر الخ پڑھتے ہوئے سر کو دھوئے۔ پھر یہی دعا پڑھتے ہوئے دائیں جانب کو دھوئے پھر یہی دعا پڑھتے ہوئے بائیں جانب کو دھو کر غسل کو اختتام پذیر کرے۔ اگر نیت کر چکنے کے بعد اللّٰھم طھر الخ کو سر کو دھوتے وقت پڑھتے پھر نہ پڑھی جائے اور غسل کو اختتام پذیر کرے تو بھی جائز ہے۔

جواب نمبر ۲: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ایسے شخص کے ہاتھ کا کھانا جائز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

جواب نمبر ۳: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اگر اس قسم کی تاخیر صرف اور صرف سستی کی وجہ سے کی گئی ہو تو درست نہیں............ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

اخبار التصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

جی ایچ معروفی

تقریبِ رونمائی:

اسلام آباد یکم جون ۲۰۰۱ء ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی تحقیقی کتاب "میر سید محمد نور بخش" اور مسلک نوربخشیہ" کی تقریب رونمائی سے خطاب کرتے ہوئے معروف نوربخشی عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر غازی کا یہ تحقیقی کارنامہ نوربخشی قوم پر ایک عظیم احسان ہے۔ انہوں نے کہ میر سید محمد نوربخش" کی حیات و تعلیمات کا موضوع ایسا ادق اور سنگلاخ ہے کہ اس راہ میں بہت سے اہلِ تحقیق تھک کر رہ گئے اور منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے لیکن ڈاکٹر غازی نے جو اس موضوع پر بہترین خامہ فرسائی کی ہے اس کا اندازہ کتاب پڑھنے کے بعد ہی ہوگا۔

کتاب "میر سید محمد نوربخش" اور مسلک نوربخشیہ" کی تقریب رونمائی نوجوانانِ نوربخشیہ اسلام آباد کے زیر اہتمام منعقد ہوئی جس میں مولانا محمد انور، جی ایچ معروفی، غلام مہدی تصوفی، ڈاکٹر ایم اے شاہد، لیاقت علی خان، غلام حیدر، اخوند محمد حسین، محمد دین اور دیگر مخلص نوجوانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مقررین میں جناب ایم آئی ثنائی نے پہلے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ صاحبِ تالیف نے اہلِ علم کو پہلی بار یہ بات باور کرائی ہے کہ میر سید محمد نوربخش" ابن عربی جیسے وجودی صوفیاء کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ صاحب کتاب نے اہلِ نوربخشیہ کو اپنے شاندار ماضی سے آگاہ کرنے میں قابلِ قدر کامیابی حاصل کی ہے۔

اخوند محمد حسین نے کہا کہ مسلک نوربخشیہ کا خصوصی امتیاز اعتکاف نشینی ہے۔ ڈاکٹر غازی کو خدا تعالیٰ نے جس کام کی توفیق سے نوازا ہے وہ نوربخشیہ کی عظیم روحانی وراثت سے اہلِ عالم کو روشناس کرانے کا ہے۔

قبل ازیں مولانا محمد انور نے اپنے خطبہ میں اس کتاب کو ایک تحقیقی کارنامہ قرار دیتے ہوئے اہلِ مسلک پر زور دیا کہ اپنے عقیدے کی اصلاح اور اپنے ماضی سے آگاہی کی خاطر اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی اولاد کی تربیت ان جیسی کتابوں کی مدد سے کریں۔

جی ایچ معروفی نے کہا کہ اس موضوع پر بہت سے سکالرز نے قلم اٹھایا مگر کامیابی کی منزل سے دور رہے مگر ڈاکٹر غازی نے قومی جذبے سے سرشار ہو کر اس مشکل کام کو تکمیل کی منزل تک پہنچایا۔

کتاب کے مؤلف ڈاکٹر غازی محمد نعیم نے اپنی اس کاوش کی پذیرائی پر نوجوانانِ نوربخشیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تالیف کا مقصد ایسا لٹریچر پیدا کرنا تھا جو اہلِ عالم کے سامنے مسلک نوربخشیہ کے ایک جامع تعارف کے طور پر پیش کیا جا سکے اور جس سے نوربخشی بچوں اور نوجوانوں کی صحیح اسلامی تربیت ممکن ہو۔

انہوں نے اس کتاب اور نوائے صوفیہ کے اشاعتی مشن کے ساتھ مسلسل تعاون پر سعودی عرب کے غیور نوربخشی نوجوانوں خصوصاً جناب غلام نبی شاہین، جناب انجینیر محمد یٰسٓ اور بلتستان کے جناب ماسٹر شکور علی صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کیا جن کے جذبۂ قومی اور دینی حمیت نے اس مشکل کام کو آسان بنایا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ ایک کم علم، عاجز اور گنہگار انسان ہیں اس کتاب میں جو بھی سقم نظر آئے اہلِ علم اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔

رپورٹ نمائندہ نوائے صوفیہ

معذرت خواہی :

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۶۳ اپریل ۲۰۰۰ء میں "دنیائے تصوف کی خبریں" کے تحت "کھر کو میں تعزیتی اجلاس" کے زیر عنوان جو خبر چھپی تھی اس میں اخون محمد کے ساتھ تقی کے لفظ کا نادانستہ اور غیر ارادی طور پر اضافہ ہوا ہے جو پروف ریڈنگ کے دوران حذف ہونے سے رہ گیا تھا۔ جو اخون محمد تقی صاحب اور ان کے اہلِ خانہ کے لیے پریشانی کا باعث بنا ہے۔ اس سلسلے میں ادارہ نوائے صوفیہ اخوند صاحب اور ان کے اہلِ خانہ سے دلی معذرت کا اظہار کرتا ہے۔ مدیر نوائے صوفیہ نے اس سلسلے میں ذاتی طور پر تحریری معذرت نامہ اخوند محمد تقی صاحب کے رہائشی پتے پر ارسال کر دیا ہے۔ (ادارہ)

مدرسہ ڈیرہ دون کی صورتحال :

مدرسہ ڈیرہ دون کے لیے ادارۂ نوائے صوفیہ کی وساطت سے ارسال کردہ مبلغ ۲۵۰۰۰ روپے جو زر مبادلہ کے تحت ۲۳۰۰۰ روپے انڈین بنتے ہیں موصول ہوئے جس میں جناب عبدالرحمٰن کھپلوی کے ۴۰۰۰ روپے شامل ہیں۔ اس کارِ خیر میں محمد شریف براہوی، ظفر احمد تحوری، موسیٰ علی کھپلوی، غلام محمد سنہ، غلام عباس سینو اور فدا حسین بلغاری وغیرہ کا خصوصی حصہ ہے۔ مدرسہ کے پانچ بڑے کمرے تیار ہو چکے ہیں جن پر ابھی پلاسٹر ہونا باقی ہے۔ ماہانہ اخراجات کا تخمینہ ۲۰۰۰۰ روپے ہے۔ مخلص نوربخشی بھائیوں سے التماس ہے کہ اس کارِ خیر سے تعاون جاری رکھیں کیونکہ یہ آپ کی پاک کمائی سے صدقۂ جاریہ کا صحیح مصرف ہے۔ اگر کسی نوربخشی بھائی کو ڈیرہ دون آنے کا اتفاق ہوا تو وہ مدرسہ کی عمارت دیکھ کر یقیناً خوش ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مندرجہ ذیل طلباء نے قرآن کریم کی تعلیم سے فراغت حاصل کی ہے۔

محمد اسماعیل چولونکھا، عباس علی چولونکھا، محمد ابراہیم طورتک، عبدالکریم طورتک، ابراہیم علی بقا انگ، مہدی خان گنگھنگ، ابراہیم بقا انگ، ذاکر علی ہندور، سید علی شاہ بقا انگ، محمد اسحٰق پرتاپور، اخوند مہدی بقا انگ، نثار علی ڈسکٹ، محمد حسین سر، واجد علی ہندور، ناصر حسین، شاہد علی، زاہد حسن، شازیہ، فوزیہ، ریحانہ امباڑی ڈیرہ دون، مہدی علی کاظم ڈسکٹ لداخ۔

اخوند علی حسن ناظم مدرسہ صوفیہ نوربخشی
امباڑی ڈیرہ دون (اترآنچل)

تعزیتی اجلاس :

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ٹیگر کا ایک تعزیتی اجلاس گلاب پور میں منعقد ہوا جس میں اخوند سلطان حسین کی رحلت پر گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے

لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔

اکبر جاوید لبدالی شیگر

حاجی ایوب کا دورۂ پاکستان :

سعودی عرب میں نوائے صوفیہ کے سرگرم کارکن حاجی ایوب صاحب دورۂ پاکستان کے سلسلے میں اسلام آباد پہنچے تو انہوں نے ادارہ نوائے صوفیہ کے اراکین سے ملاقات کی۔ انہوں نے ڈاکٹر غازی نعیم کو ان کی کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ" کی اشاعت پر مبارکباد پیش کی جبکہ ڈاکٹر صاحب نے انہیں کتاب کی اعزازی کاپی پیش کرتے ہوئے ان کے جذبہ تعاون کو سراہا اور شکریہ ادا کیا۔

نمائندہ نوائے صوفیہ اسلام آباد

نوائے صوفیہ کے اراکین سے اظہارِ تعزیت :

اسلام آباد میں مقیم نوربخشی نوجوانوں نے ادارہ نوائے صوفیہ کے سرگرم اراکین جناب لیاقت علی خان اور جناب غلام حیدر کی والدہ اور ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی نانی کی وفات پر ان حضرات سے اظہارِ تعزیت کیا۔

نمائندہ نوائے صوفیہ اسلام آباد

ہنزہ میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کا قیام :

ہنزہ میں مقیم نوربخشی نوجوانوں نے ملی یک جہتی کی خاطر باہمی صلاح مشورہ سے NYF کا قیام عمل میں لایا ہے اور درج ذیل عہدیداروں کو منتخب کیا ہے۔

حسین صدر)، انور علی پردیسی (نائب صدر)، شمس الدین تھلوی (سکریٹری)، ببلو موسیٰ (جوائنٹ سکریٹری)، علی معاون سکریٹری، موسیٰ (خزانچی)، علی، ابراہیم علی، اشرف ملک (ممبر)

نوائے صوفیہ کے مستقل خریدار متوجہ ہوں :

نوائے صوفیہ کے جن مستقل خریداروں نے ۲۰۰۰ء تک کا سالانہ چندہ جمع کروایا تھا ان کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان سے گزارش ہے کہ سال ۲۰۰۱ء کا چندہ ارسال کر کے اپنی خریداری کی تجدید کروالیں بصورتِ دیگر اگلے شمارے کے بعد ان کو رسالے کی ترسیل منقطع کر دی جائے گی۔ یاد رہے کہ نوائے صوفیہ کی آمدنی کا واحد ذریعہ قارئین کا ارسال کردہ چندہ ہے اگر آپ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے چندہ بروقت جمع نہ کرائیں تو رسالے کی اشاعت میں تاخیر ہو سکتی ہے۔

سرکولیشن منیجر

قارئین نوائے صوفیہ سے گزارش :

جو قارئین علامہ محمد بشیر سے شرعی مسئلہ پوچھنا چاہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنا سوال خط کے ساتھ شامل نہ کریں بلکہ الگ صفحہ پر لکھ کر علامہ صاحب کو رسالے کے پتے پر ارسال کریں۔ اسی طرح خطوط اور خبروں کو بھی الگ الگ صفحات پر تحریر کریں۔ ایک ہی جگہ ایک سے زیادہ چیزیں تحریر ہونے کی صورت میں ان میں سے کوئی چیز شائع نہ ہو سکے گی۔ (مدیر)



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ کی تقریب رونمائی کے موقع پر ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب، ڈاکٹر غازی محمد نعیم، جی ایچ معروفی، محمد ابراہیم ثنائی، اخوند محمد حسین تصوفی اور مولانا محمد انور صاحب خطاب کر رہے ہیں۔

"میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ" کے خریدار توجہ فرمائیں:

نوائے صوفیہ کے قارئین کی ایک کثیر تعداد نے ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی کتاب "میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ" ارسال کرنے کی فرمائش کی ہے۔ قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ان کی سہولت کے لیے کتاب عام مارکیٹ کے علاوہ مختلف نوربخشی مراکز کو ارسال کر دی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت علاوہ ڈاک خرچ مبلغ ۲۰۰ روپے ہے۔ اہلِ خلوص سے درخواست ہے کہ وہ مندرجہ ذیل نوربخشی مراکز سے کتاب حاصل کریں۔ البتہ بہت سے فوجی بھائیوں نے بھی کتاب کی فرمائش کی ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ انہی نوربخشی مراکز سے اپنے ایک نمائندے کے ذریعے تمام ساتھیوں کے لیے کتاب دستی منگوائیں۔ اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو کتاب کی قیمت ۲۰۰ روپے اور محصول ڈاک مبلغ پچاس روپے نمائندہ نوائے صوفیہ اسلام آباد لیاقت علی خان صاحب کو بذریعۂ منی آرڈر ارسال کریں۔ کتاب محدود تعداد میں دستیاب ہے اس لیے شائقین اپنی اپنی کاپی جلد حاصل فرمائیں۔

۱۔ ضلع گانچھے — ماسٹر شکور علی صاحب نمائندہ نوائے صوفیہ محلہ سرگیب خپلو بالا تحصیل و ڈاک خانہ خپلو ضلع گانچھے بلتستان۔

۲۔ سکردو — نمائندہ نوائے صوفیہ مدرسہ شاہ ہمدان سٹلائٹ ٹاؤن سکردو

صدیقی سٹیشنرز کشوباغ سکردو

۳۔ گلگت — مولانا شکور علی انور جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کونوداس گلگت

۴۔ اسلام آباد — مولانا انور صاحب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ جی۔۷/۴ اسلام آباد

۵۔ لاہور — جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ ۲۰۔اے ایوان اقبال روڈ لاہور

۔ کراچی — محمد سلیم نمائندہ نوائے صوفیہ محمود آباد کراچی

۷۔ بذریعۂ ڈاک — لیاقت علی خان مکان نمبر 600-B سیکٹر G-7/3-1 اسلام آباد

اسلام آباد میں یومِ شاہ سید کا جلسہ:

۱۴ ربیع الاول بمطابق ۷ جون کو جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ کے یوم وفات کے موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت علامہ محمد بشیر صاحب منعقد ہوا جس میں سٹیج سکریٹری جی ایچ معروفی کے علاوہ غلام مہدی تصوفی، اخوند حسین وغیرہ نے حاضرین

سے خطاب کرتے ہوئے شاہ سید محمد نوربخشؒ کی حیات و تعلیمات کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ مولانا محمد علی اور مولانا محمد انور صاحب نے اپنے اپنے خطاب میں شاہ سید محمد نوربخشؒ کے اہم مشن اتحاد بین المسلمین کو جاری و ساری رکھنے کی اہمیت پر زور دیا۔

عید میلاد النبیؐ:

ملک بھر میں حسب سابق عید میلاد النبیؐ شایان شان طریقے سے منائی گئی۔ اس موقع پر اہم سرکاری عمارتوں پر چراغاں کیا گیا اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سیرت النبیؐ اور حمد و سلام کے خصوصی پروگرام ہوئے۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں بھی اس موقع پر محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں حضور سرور کونین کی شان میں نعت کے گلدستے پیش کیے گئے۔

مستقل قارئین توجہ فرمائیں:

نوائے صوفیہ کے مستقل قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ بعض اوقات ناگزیر وجوہات کی بنا پر نوائے صوفیہ کے کسی شمارے کی اشاعت میں تاخیر میں اشاعت ہو جاتی ہے۔ لیکن مستقل قارئین کے چندے کا شمار ماہانہ بنیاد پر نہیں ہوتا بلکہ رسالے کے کل بارہ شماروں کی گنتی پر ہوتا ہے چنانچہ آپ اپنے چندے کی تجدید بارہ شمارے گزرنے پر کریں گے نہ کہ بارہ مہینے گزرنے پر۔ لہذا اس سلسلے میں کسی قسم کی فکر مندی کی ضرورت نہیں ہے۔

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا اجلاس:

۳۰ اپریل کو شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کون سرموں کا ایک اعلیٰ سطحی اجلاس کراچی میں منعقد ہوا جس کی صدارت ریاض حسین صاحب نے کی۔ اجلاس میں فیڈریشن کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے مستقبل کے لیے لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔

عبدالرحیم نیر سیکریٹری نشر و اشاعت

براہ تھپوری میں اعتکاف:

حسب سابق امسال بھی براہ تھپوری میں تین روزہ محفل اعتکاف منعقد ہوئی جس میں تقریباً پچاس معتکفین نے شرکت کی۔ اعتکاف کی قیادت معروف روحانی شخصیت و اغلام علی نے کی۔ اختتامی جلسے سے فقیر سجاد حسین، فقیر غلام رسول، بوا حسین، بوداؤد اور دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا اور اعتکاف نشینی کی اہمیت اور فضیلت پر خصوصی روشنی ڈالی۔

نثار حسین برا تھپوری

اجلاس کا التوا:

اطلاع کے مطابق انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ بسور کے زیر اہتمام پیر نوربخشیہ سید محمد شاہ نورانی صاحب کی ہدایت پر طلب کیا جانے والا علمائے نوربخشیہ کا متوقع اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو گیا ہے۔ تاہم شرکاء نے معاہدۂ بلغار کی دوبارہ توثیق کرتے ہوئے اس پر عملدرآمد کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

غلام مہدی تصوفی

ارسال کردہ خطوط ملے لیکن کیسٹوں کا انتظار ہے۔ بلتی اور اردو دونوں زبانوں میں کیسٹیں یہاں لوگوں کو پسند ہیں۔ جن کتابوں کی آپ سے فرمائش کی تھی وہ بھی ارسال کریں۔ اس سال اہل نوربخشیہ کی طرف سے عید منانے کا اعلان ریڈیو کشمیر سری نگر سے ہوا جو ہماری مذہبی ترقی کی علامت ہے۔ جامع مسجد ٹھنگام کی دو منزلہ عمارت مکمل ہوئی ہے اس مسجد میں تقریباً ایک ہزار نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔ نوائے صوفیہ کی وساطت سے کاچو فدا حسین شار کو عمان یو اے ای سے گزارش ہے کہ وہ منقطع شدہ سلسلۂ مراسلت پھر سے بحال کریں۔ اراکین نوائے صوفیہ کو سلام۔

ماسٹر حشمت اللہ سکریٹری نشرو اشاعت
انجمن صوفیہ نوربخشیہ ضلع کرگل لداخ

رسالے کا چندہ بذریعۂ ڈرافٹ ارسال کر رہا ہوں۔ آپ لوگوں نے گزشتہ سات سالوں سے اس رسالے کو رضاکارانہ جاری رکھا ہوا ہے جس کے لیے آپ سب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ وابستگان نوائے صوفیہ کو سلام۔

حاجی صادق سرمیک
دولت الکویت

ہم انشاء اللہ نوائے صوفیہ کے ساتھ تعاون جاری رکھیں گے فوری طور پر کچھ چندہ ارسال ہے۔ ہم قبلہ علامہ محمد بشیر محترم غازی نعیم اور جناب غلام حسین معروفی صاحب تینوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود اس عظیم رسالے کو جاری رکھا ہوا ہے۔ انڈیا کے نوربخشیوں کو سلام۔

غلام مہدی تلسوی نمائندہ نوائے صوفیہ دولت الکویت

مارچ کا شمارہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ معیاری مضامین شامل تھے۔ ڈاکٹر غازی نعیم صاحب کی انتھک کوششوں سے "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" نامی کتاب منظر عام پر آئی پر ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میرے لیے کتاب کی ایک کاپی ارسال فرمائیں ہدیہ اسی خط کے ساتھ ارسال ہے۔

سپاہی محمد ایوب صوفی خریداری نمبر ۸۵۸
۷ این ایل آئی رجمنٹ ڈی کمپنی

تمام اراکین نوائے صوفیہ خیریت کے ساتھ اپنے مشن میں مصروف ہوں گے شمارہ نمبر ۶۴ میں جس تعزیتی اجلاس کی خبر چھپی ہے اس میں اخوند محمد پیش امام جامع مسجد کھرکوہ کی بجائے غلطی سے اخون محمد تقی خطیب کا نام لکھا تھا اس کی آئندہ شمارے میں درستگی کریں۔

فدا حسین جنرل سکریٹری نوجوانان فلاح و بہبود کھرکوہ مندیک

ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی کتاب "میر سید محمد نور بخش اور مسلک نور بخشیہ" شائع ہونے کا اشتہار نوائے صوفیہ میں دیکھا۔ بہت سے لوگوں نے کتاب کی فرمائش کی ہے لہذا لاہور کے لیے دس کاپیاں فوری طور پر ارسال کریں۔

اشرف حسین کوروی

نمائندہ نوائے صوفیہ لاہور

نوائے صوفیہ کے مدیران اپنا قیمتی وقت نکال کر دین کی خدمت میں مصروف ہیں اور اس رسالے کو طویل مدت سے جاری رکھے ہوئے ہیں جو ہمارے لیے باعث صد فخر ہے۔ نوائے صوفیہ کو نور بخشی عوام کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنوں کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

سید محمد باقر گلشن کبیری

مدرسہ ڈیرہ دون کی خبر سے خوشی ہوئی۔ تمام نور بخشیوں کا فرض ہے کہ معاہدہ بلغار پر عملدر آمد کو یقینی بنائیں۔ آپ لوگوں نے مالی مسائل کے باوجود رسالے کو جاری رکھ کر عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی شعور بیدار کرنے کی کوشش کریں اور علمائے کرام کے درمیان اختلافات کا خاتمہ کرائیں۔

سپاہی غلام محمد کندوس لجت

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۵۰ کے بعد ترسیل منقطع تھی اچانک ۲۵ مئی کو رسالہ ملا۔ آپ کی شائع کردہ کتاب "میر سید محمد نور بخش اور مسلک نور بخشیہ" جلد از جلد ارسال کریں۔

علی حسین حیدری کلفٹن کراچی

نوائے صوفیہ کا شیدائی ہوں اور ہر شمارے کا مطالعہ کرتا ہوں۔ منگھو پیر میں رسالے کی دس کاپیاں میرے بھائی کے نام پر آتی تھیں جو باقاعدگی سے موصول نہیں ہوتیں۔ نوائے صوفیہ کے سرورق کے لیے امیر کبیر سید علی ہمدانی کے روضۂ مبارک کی ایک تصویر ارسال ہے۔

غلام رسول کوروی

گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز کراچی

اسلامی تعلیمات و ثقافت اور سماجی علوم کی ترقی و ترویج کے سلسلے میں آپ کا رسالہ قابل تحسین کردار ادا کر رہا ہے۔ ہماری لائبریری کو مستقل خریداروں کی فہرست میں شامل کریں۔ سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک ارسال ہے۔

فرمان علی تائف

انچارج حسینیہ لائبریری کریس

میرا چندہ کب ختم ہو رہا ہے آگاہ کریں تاکہ نئے سال کا چندہ ارسال کر سکوں۔ اگلے کسی شمارے میں مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کی تصویر بھی شائع کریں۔ میرے لیے رسالے کی ترسیل منقطع نہ کریں۔

سپاہی غلام محمد کندوس لجت

جب سے میرا تبادلہ مظفر آباد سے لاہور ہوا ہے مجھے نوائے صوفیہ کی ترسیل بند ہو گئی ہے۔ اس لیے نئے پتے پر رسالہ بھیجیں۔ ماشاء اللہ رسالہ اچھا جا رہا ہے اور گلشن تصوف کے پروانے اس سے کافی مستفید ہو رہے ہیں۔

محمد اقبال جاوید لاہور کینٹ

دلی تمنا تھی کہ اسلام آباد میں آپ لوگوں سے ملاقات ہو مگر یہ امید بر نہ آسکی۔ نوائے صوفیہ میرا استاد ہے۔ نوائے صوفیہ کے کارکنوں کو سلام۔

اکبر جاوید ابدالی شیگر

نوائے صوفیہ کا ادنیٰ خادم ہوں اور اس رسالے کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتا ہوں۔ نوائے صوفیہ میرا محبوب رسالہ ہے۔ اس کا ہمیں اتنا انتظار رہتا ہے جتنا کسی ماں کو اپنے بچے کا۔

محبوب الحق طالبعلم کورو خانقاہ

نوائے صوفیہ کا بے چینی سے انتظار کرتا ہوں۔ اس کے تمام مضامین لاجواب ہیں جو پڑھنے والوں کے دلوں میں ہلچل مچا دیتے ہیں۔

محمد ریاض طالبعلم کورو خانقاہ

نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں اور رسالہ باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ سالانہ چندہ ارسال ہے۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ" میرے نام ارسال کریں۔

اخوند غلام حسین سور غوٹو خپلو

یاد آوری کا شکریہ۔ انشاء اللہ حسب حکم نوائے صوفیہ کا چندہ ارسال کروں گا۔ نوربخشی عوام معاشی مشکلات کے باوجود نوائے صوفیہ کا خریدار بننا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں اور مجموعی طور دین کی ترقی اور ترویج سے بھی کو دلچسپی ہے۔

م۔ ش کوروی سکردو

جناب ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی نیک خواہشات کے ساتھ تحقیق سے لکھی گئی کتاب کا انتظار ہے۔ ہمارے یونٹ کے جوانوں نے مدرسہ ڈیرہ دون کے لیے ۲۹۰۰ روپے ارسال کیے ہیں۔ شاہین سکالرشپ کا سلسلہ مستحسن ہے۔ کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" ارسال کریں۔

صوبیدار غلام محمد تھگس

(جواب۔ مدرسہ ڈیرہ دون کے لیے چندے کی وصولیابی کی خبر مارچ ۲۰۰۱ء کے شمارے میں چھپ چکی ہے۔ کتاب سکردو یا گلگت سے دستیاب ہو سکتی ہے۔)



محمد افضل ولد انسپکٹر غلام حیدر کوروی جنہوں نے کلاس ہفتم میں ہائی سکول سکردو میں پہلی پوزیشن حاصل کی



ریاض صدی ولد صوبیدار غلام صدی نے ہائی سکول تھگس سے نویں جماعت میں پہلی پوزیشن حاصل

نوائے صوفیہ میں ائمہ معصومین کے حالات زندگی اور ان کی ریاضت اور سیرت کے بارے میں مضامین شائع کریں۔ بانیٔ نوائے صوفیہ غازی محمد نعیم صاحب کی کتاب "میر سید محمد نور بخش اور مسلک نوربخشیہ" کی ایک کاپی بذریعۂ ڈاک ارسال کریں۔

سپاہی عبدالرحیم ۷۔این۔ایل۔آئی

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ اس رسالے کو پڑھے بغیر سکون نہیں ملتا۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی کتاب چھپنے کی خبر سے بڑی خوشی ہوئی۔ کافی عرصہ سے اسی کے انتظار میں تھا۔ برائے مہربانی میرے نام ارسال کریں۔ بہت تاکید ہے۔

صوبیدار علی جان
این ایل آئی رجمنٹ سنٹر بونجی

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں اور اس وقت آزاد کشمیر میں تعینات ہوں جہاں اہلِ تصوف کی خبروں اور دینی تعلیمات سے محروم ہوں۔ میرے نام نوائے صوفیہ جاری کریں۔

سپاہی محمد یوسف خپلو غربو چنگ

(جواب: آپ نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ مبلغ ۱۹۲ روپے (بشمول ڈاک خرچ) بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں انشاء اللہ آپ کو نوائے صوفیہ کی مستقل ترسیل شروع ہو جائے گی۔)

گلشن تصوف کے سدابہار پھول نوائے صوفیہ کا خریدار ہوں۔ کچھ عرصہ نوائے صوفیہ سے دور رہا تو بہت بے چینی رہی آج پھر مارچ ۲۰۰۱ء کا شمارہ ملا تو بہت خوشی حاصل ہوئی۔ یہ وہ رسالہ ہے جو قارئین کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں پہنچاتا ہے۔ میرے والد حاجی بلال صاحب سعودی عرب میں مقیم ہیں۔ نوائے صوفیہ کی وساطت سے ان تک اپنا سلام پہنچانا چاہتا ہوں۔

زاہد حسین حسرت کورو ی کریس

(انشاء اللہ آپ کو ہر مہینے نوائے صوفیہ ملتا رہے گا۔ پریشان نہ ہوں۔)

اپریل کے شمارے میں میرا ایک پرانا خط چھپا تھا جس میں سالانہ چندے کا ذکر تھا۔ اب آپ مجھے یہ لکھیں کہ آئندہ چندہ کب بھیجنا ہے تاکہ میں گلشن تصوف کی اس خوشبو سے مستفید ہوتا رہوں۔ میرا یونٹ لاہور پوسٹ ہو گیا ہے۔

محمد اقبال جاوید گلگتی خریداری نمبر ۸۲۴

(جواب: آپ کا شکریہ۔ ارسال کردہ رقم پرانا چندہ ہے۔ نئے سال کا چندہ ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ رسالہ آپ کو نئے پتے پر ملتا رہے گا۔)

نوائے صوفیہ کی وساطت سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" شائع ہو گئی ہے۔ خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میرے نام بھی اس عظیم مبلغ اسلام کے حالات پر مشتمل کتاب جلد ارسال کریں۔

محمد ایوب تمکس کاچے

نوائے صوفیہ کے تمام مضامین قابل قدر ہیں خصوصاً علامہ بشیر صاحب، مولانا شکور علی انور صاحب اور مولانا غلام حسن صاحب کے مضامین انمول ہیں۔ یہ رسالہ نوربخشیوں کا

واحد سہارا ہے جس نے اہلِ نوربخشیہ کو بین الاقوامی طور پر متحد کیا ہے۔ دس عدد رسالے کی قیمت ارسال ہے۔

اخوند محمد علی شبیری ہونجی

میں ہر مہینے کوئٹہ سے نوائے صوفیہ لاکر مطالعہ کرتا ہوں اس رسالے کی بدولت دینی مسائل سے آگاہی ہوتی ہے۔ مستقل خریداری کے لیے سالانہ چندہ رجسٹری کیا ہے۔

سپاہی ذاکر حسین سکساوی کوئٹہ

ایک خط اس سے پہلے لکھا تھا ملا ہوگا جس میں اپنا چندہ مبلغ پچاس روپے بذریعہ ڈاک ارسال کیا تھا۔ رسالہ نئے پتے پر ارسال کریں نیز کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" کی ایک کاپی بھی ارسال کریں۔

صوبیدار غلام محمد سیالکوٹ کینٹ

آپ لوگوں کی پرخلوص دینی خدمت کو سلام کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ذی شعور نوربخشی کو اس پاک مسلک کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ نوائے صوفیہ کے ذریعے ہم دینی معاملات سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ یہ واحد رسالہ ہے جس نے نوربخشی قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اس لیے ہم اس رسالے کو دل و جان سے عزیز رکھتے ہیں۔ براہ کرم ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" جلد ارسال کریں جس کا ہدیہ پہلے ہی منی آرڈر کر چکا ہوں۔

اخوند محمد حسین کوروی

۱۴۔ این ایل آئی رجمنٹ

نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر ۶۳ ملا۔ یہ جان کر افسوس ہوا کہ علمائے کرام رسالے کو مضامین بھیجنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ قابلِ احترام علماء کرام کا فرض ہے کہ ادارہ نوائے صوفیہ سے تعاون کریں جو اندھیرے میں چراغ کی مانند ہیں اور تبلیغ و اشاعت کی نئی حکمتِ عملی وضع کریں۔

عارف حسین تھلوی کراچی

نوربخشی تنظیموں کی خبریں بہت اختصار سے شائع ہوتی ہیں۔ نوائے صوفیہ کے کارکنوں کا تعارف جاننے کا خواہشمند ہوں۔

شبیر حسین شہزاد کوروگا نچھے

گلتری کے بلند وبالا برف پوش پہاڑوں پر بھی نوائے صوفیہ ملتا رہتا ہے اور اس کی ہمیں از حد خوشی ہوتی ہے۔ رسالہ کا سالانہ چندہ ختم ہونے کے متعلق ضرور آگاہ کریں۔

سپاہی مہدی شہباز کھرکوی

ملتِ نوربخشیہ کو یک جان کرنے میں نوائے صوفیہ کا بڑا ہاتھ ہے۔ آپ کی انتھک کوششوں سے نوائے صوفیہ کا بذریعہ انٹرنیٹ یورپ اور امریکہ میں بھی مطالعہ ہو رہا ہے۔ اللہ کرے ہماری ملت کا بول بالا ہو جائے۔

ریاض حسین سرموی کراچی

دینیات

توبہ

م۔ ش کوروی

قرآن مجید فرقان الحمید میں ارشاد ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ توبۃً نصوحاً

"اے مؤمنو تم اللہ کی طرف مکمل طور پر رجوع اختیار کرو (یعنی سچی توبہ کرو۔)"

قرآن کریم اس آیت کریمہ میں اہلِ ایمان سے مخاطب ہے کیونکہ کافر اور مشرک کے جو دائرۂ اسلام میں ہی داخل نہیں ہوا توبہ کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد مرتکب ہونے والی لغزشوں اور کوتاہیوں سے تائب ہونا ضروری ہے اس لیے ارشادِ خداوندی کی غایت یہ ہے کہ اے مؤمن گنہگاروں تم اپنی غلطیوں سے توبہ کر کے مکمل طور پر اللہ کی طرف رجوع کرو اور سابقہ بداعمالیوں کی طرف کبھی رخ نہ کرو یہاں تک کہ زندگی کا آخری لمحہ وارد ہو جائے۔

سورۂ رعد میں اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: "جنہوں نے عہد کو پورا کیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور یوم حساب کا اندیشہ رکھا، صبر سے کام لیا، نماز ادا کی، جو رزق ان کو ملا اس سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر صدقہ دیا اور برائی کے مقابلے میں بھلائی کی۔ ان لوگوں کے لیے آخرت کا ایسا گھر ہے جہاں باغات ہیں جن میں ان کے نیک ماں باپ اولاد اور بیویاں سب اکٹھے رہیں گے جن کو دروازے سے آکر صبر کرنے کی وجہ سے سلام کہیں گے۔" (سورۂ رعد آیت ۱۹ تا ۲۳)

یہ واحد فلاح پانے والا گروہ ہے۔ چنانچہ جب اس حدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ صرف ایک گروہ یا فرقہ ناجی ہے تو اس سے مراد یہی گروہ ہے چاہے اس کا تعلق کسی بھی اعتقادی فرقے سے ہو۔

اسی طرح سورۂ نور کے قذف کے ضمن میں بدکردار لوگوں بیان فرمانے کے بعد اہلِ توبہ کو استثنائی صورت قرار دیا ہے۔

الاّ الذین تابو من بعد ذالک و اصلحوا ج فان اللہ غفور الرّحیم

"مگر جنہوں نے توبہ کر لی اور اس کے پیچھے سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ایک اور جگہ قرآن مجید کا ارشاد یوں ہے۔

و اٰمنوا الی ربکم

"اور تم اپنے رب کی طرف توبہ کرو۔"

ان اللہ ھوا التوّاب الرّحیم

"اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

قرآن مجید نے توبہ کرنے والوں کو ہدایت یافتہ قرار دیا ہے۔

و من یّتب فاولئک ھم الرّاشدون

"اور جو لوگ توبہ اختیار کرتے ہیں وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

التائب من الذنوب وجب علیہ الجنۃ

"گناہوں سے توبہ کرنے والے پر جنت واجب ہے۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔

التائب کمن لا ذنب له

"یعنی توبہ گزار ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں ہے۔"

ایک اور خوبصورت حدیث گنہگاروں کے ناامید دلوں کے لیے باعث اطمینان ہے۔

التوبة من الذنوب غفر الله ما تقدم من ذنبه

"توبہ گزار توبہ کے بعد ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کبھی کیا ہی نہیں۔"

توبہ گناہوں کو دھونے کا ذریعہ ہے اور اگر اس عمل میں ندامت اور پشیمانی کے آنسو شامل ہو جائیں تو سونے پر سہاگہ ہے۔ اسی طرح توبہ اگر ایام جوانی میں کی جائے تو وہ اور بھی بیش بہا ہو جاتی ہے اور انبیاء کا شیوہ قرار پاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔

التوبة الشباب سنة الانبیاء

"جوانی کی توبہ انبیاء کی سنت ہے۔"

اسی مضمون کو کسی شاعر نے یوں منظوم فرمایا ہے۔

در جوانی شیوہ کردن شیوۂ پیغمبری است
وقت پیری گرگ ظالم هم شود پرهیزگار

توبہ ایک عہد ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے کیا جاتا ہے۔ عہد کا پورا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جس سے متعلق یوم آخرت سوال کیا جائے گا۔

والذین ینقضون عهد الله من م بعد میثاقه ویقطعون ما امر الله به ان یوصل و یفسدون فی الارض اولئک لهم اللعنة و لهم سوء الدار

"اور وہ لوگ جو عہد کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور واسطہ جوڑنے کے بعد توڑ لیتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان پر لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے۔"

اس آیت کریمہ میں بد عہدی کرنے والے اشقیاء کا آخری انجام بیان کیا گیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی پر فریفتہ ہیں اور فراموش کیے بیٹھے ہیں کہ دنیا آخرت کی زراعت گاہ ہے اور یہ کہ رزق اللہ نے ہر انسان کا پہلے سے ہی مقسوم کر رکھا ہے۔

الله یبسط الرزق لمن یشآء و یقدر ط و فرحوا بالحیوة الدنیا ط و ما الحیوة الدنیا فی الاخرة الا متاع" ○

"اللہ جس کا چاہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہے رزق تنگ کر دیتا ہے اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر مگر دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں حقیر شے ہے۔"

دنیا میں فراخی رزق اور عیش و آرام سے سعادت و شقاوت کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ خدا کے بہت سے نیک بندے عسرت کی زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ بہت سے مجرموں کو ڈھیل دی جاتی ہے کیونکہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور اس کے بعد اصل زندگی ہے اور اصل کامیابی اسی زندگی کی کامیابی ہے اور اس زندگی کی کامیابی کا انحصار توبہ اور عمل صالح پر ہے۔

کفار مکہ حضورؐ سے خلاف عقل وقیاس نشانیاں دکھانے کا مطالبہ کرتے تھے مثلاً مکہ کی پہاڑیوں کو اپنی جگہ سے ہٹا کر چٹیل میدان بنا لو وغیرہ جو ان کی جہالت پر دلالت کرتا تھا۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

و یقول الذین کفروا لو لآ انزل علیه ایة" من ربه ط ان الله یضل من یشآء و یهدی الیه من اناب ○

(الرعد آیت ۲۶)

"اور کافر کہتے ہیں کہ نشانیاں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

منقبت

علی احمد قمر سلہورو گوجرہ

عکسِ پیغمبر ہے، دستِ قوتِ یزداں علی
کفر پر لرزہ ہے جس سے وہ شہِ مرداں علی

نقطۂ آغازِ علم و منبعِ عرفاں علی
بعدِ توحید و رسالت حصۂ ایماں علی

تیرگی کو جہل کی جس نے منور کر دیا
حلقۂ ارض و سما میں اک مہِ تاباں علی

جبر کی ظلمت میں صبر و استقامت کا سفیر
کفر کی سفاکیوں میں عدل کا امکاں علی

گھر لٹا کر بھی رہا جو کامیاب و کامراں
کر گیا ہے عالمِ اسلام پر احساں علی

بسترِ پیغمبرؐ اسلام کا وارث بنا
مصطفیؐ کے در کا اس ناطے سے ہے درباں علی

کس کو حاصل ہو سکا مولودِ کعبہ کا مقام
میزباں ہیں خود خدائے پاک اور مہماں علی

بازوئے حیدر ہے ظلمت کے لئے خیبر شکن
ظلم کی یلغار میں ہے فتح کا اعلاں علی

ایک نقطے میں ہیں یک جا انتہائیں فکر کی
علم کا دریا ہے لیکن فقر کا عنواں علی

سونپ کر کرب و بلا کی خاک کو اہل و عیال
ہو گئے خود دین کی ناموس پر قرباں علی